سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۴
علاج الغضب
حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲۔ کراچی، ۴۷ - فون نمبر: ۴۶۸۱۱۲

مرشد سے درخواست دعا

ساقیا جام الفت پلا دے
میری اصلاح کی بھی دعا دے

میرے مولا سے مجھ کو ملادے
اور گناہوں کو مجھ سے چھڑا دے

مجھ کو نفرت ہو ہر معصیت سے
روح کو میری ایسی دوا دے

ہو تقاضا اگر معصیت کا
ہوں نہ مغلوب ہمت خدا دے

اپنی آہِ سحر میں یہ کہنا
اے خدا اپنی کامل رضا دے

چین کی نیند مجھ کو سلادے
خواب غفلت سے مجھ کو جگا دے

جذب سے مجھ کو اے میرے مالک
اہل تقویٰ کرم سے بنادے

اپنے اختر کو رسوا نہ کرنا
اس کے عیبوں کو یارب چھُپادے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عِلاج الغضب

یہ وعظ مسمّٰی بہ علاج الغضب حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے تین مواعظ کا مجموعہ ہے۔ پہلا وعظ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۸۷ء بروز جمعہ صبح ۱۱ بجے، مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی میں ہوا۔

دوسرا وعظ ڈیرہ غازی خان میں غالباً ۹ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء کو ہوا جب کہ سفر حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ڈیرہ غازی خان، ملتان، پشاور وغیرہ کا ہوا تھا اور تیسرا وعظ اسی موضوع پر ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۸۸ء بروز منگل بعد نماز فجر مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں بیان فرمایا۔ ان تینوں مواعظ کو جمع کر دیا گیا ہے جو نہایت عجیب و غریب نافع مضامین کا مجموعہ ہے اور غصہ کی بیماری کی اصلاح کے لئے ایک نسخۂ کیمیاء۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور امتِ مسلمہ کے لئے نافع فرماویں۔ احادیث وغیرہ کے حوالے بین القوسین دئے گئے ہیں۔ اس رسالہ کے مسودہ کو حضرتِ والا نے ابتداء تا انتہا خود مطالعہ فرمالیا ہے۔

جامع و مرتب

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ
الْمُحْسِنِیْنَ ـــــــــــــــ (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے خاص بندوں کی تین علامتیں بیان کی ہیں۔

۱: جو لوگ کہ غصہ کو پی جاتے ہیں
۲: ہمارے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں اور
۳: صرف معاف ہی نہیں کرتے بلکہ ان پر کچھ احسان بھی کر دیتے ہیں تو ایسوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کی ایک خطرناک بیماری کا علاج بھی ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔ ”وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بندے جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ الکاظمین کے معنی ہیں الذین یکظمون الغیظ۔ اسم فاعل پر جب الف لام داخل ہوتا ہے تو معنی میں اسم موصول کے ہو جاتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ وہ لوگ جو غصہ کو ضبط کر لیتے ہیں غصہ آنا بُرا نہیں ہے غصہ کا بے جا استعمال بُرا ہے۔ اگر غصہ کا مادہ بُرا ہوتا تو قرآن میں الکاظمین الغیظ کے بجائے العادمین الغیظ نازل ہوتا۔ جس کے معنی ہوتے کہ وہ لوگ جو غصہ کو معدوم و مفقود و فنا کر دیتے ہیں مفسرین

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے العادمین الغیظ نازل نہیں فرمایا اس لئے کہ غصہ کا عدم مراد نہیں ہے اگر غصہ معدوم ہو جائے تو کفار سے مقابلہ کے وقت جہاد کیسے کرے گا؟ غصہ رہے، وہ تو اللہ نے رکھا ہے لیکن غصّہ کے موقع پر اس کا استعمال کرے، مثلاً جہاد ہو رہا ہے اب خدا کے دشمنوں کے خلاف غصہ استعمال کرو، اس وقت اگر کوئی کہے کہ یہ حقیر فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے تو اس وقت یہ تواضع حرام ہے بلکہ اس وقت تو کہو "ھل من مبارزٍ" ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں آئے، لیکن غصہ جب اپنے نفس کے لئے ہو اُس وقت کے لئے ہے والکاظمین الغیظ یہ ہیں مردانِ خدا جو غصّہ کو پی جاتے ہیں، ضبط کر لیتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے کہ بُرے خیالات ہی نہ آئیں، شہوت اور تقاضے ہی ختم ہو جائیں یعنی وہ چاہتے ہیں کہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" یہ نادانی ہے، کمال تو یہی ہے کہ بُرے تقاضے پیدا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنی آرزوؤں کا خون کر لے۔ جو شخص آپ کے لئے جتنی زیادہ مشقت اور تکلیف اُٹھاتا ہے آپ اس کو اتنا ہی زیادہ اپنا گہرا دوست سمجھتے ہیں بس تقاضوں سے بھاگنا یا مغلوب ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف نہیں اُٹھانا چاہتے پھر کیا دعویٰ محبت ہے۔ محبت کا ایک حق یہ ہے کہ محبوب کو راضی کرنے کے لئے ہر تکلیف کو برداشت کر لے، بس تقاضے تو رہنے چاہئیں اگر تقاضے زائل ہو جائیں تو حلال موقع پر بیوی کے حقوق کیسے ادا کرے گا؟ مطلب یہ ہے کہ غلط استعمال نہ کیا جائے۔

حضرت حکیم الامت مجدّد الملّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

رذائل کا ازالہ مقصود نہیں امالہ مقصود ہے یعنی رذائل کو زائل نہیں کیا جاسکتا ان کا رُخ پھیرا جاسکتا ہے مثلاً کسی کے اندر غصہ کا مادّہ زیادہ ہے، اصلاح سے پہلے اپنے نفس کے لئے کیا کرتا تھا کسی نے بُرا کہہ دیا بس آپے سے باہر ہوگیا کسی سے کوئی تکلیف پہنچی اس پر صبر نہ کیا اور غصہ نافذ کردیا۔ لیکن اصلاح کے بعد اسی غصہ کا رُخ بدل گیا، اب اللہ کی نافرمانی پر غصہ آتا ہے، خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے بُغض رکھتا ہے، نفس اگر گناہ کا تقاضا کرتا ہے تو اپنے نفس پر غصہ نافذ کرتا ہے کہ ہرگز تجھے گناہ نہیں کرنے دوں گا۔ غصہ تو ہے لیکن اب امالہ ہوگیا، رُخ بدل گیا جو محمود اور پسندیدہ ہے۔

اور کظم کے کیا معنی ہیں۔ عرب کے لوگ کظم کا استعمال کہاں کرتے تھے؟ قرآن کیونکہ محاورۂ عرب پر نازل ہوا ہے لہٰذا علامہ آلوسی السید محمود بغدادیؒ مفتی بغداد نے تفسیر رُوح المعانی میں عربوں کا محاورہ نقل کیا ہے تاکہ قرآن صحیح سمجھ میں آجائے، فرماتے ہیں کہ کظم عرب کی لغت میں اس وقت بولتے تھے جب مشک بھر کر پانی اُبلنے لگتا تھا تو عرب کے لوگ رسّی سے اس کا منہ باندھ دیتے تھے۔ لہٰذا کظم کے معنی ہیں شَدُّ رَأْسِ الْقِرْبَةِ عِنْدَ اِمْتِلَاءِهَا مشک کا منہ باندھ دینا جب پانی بھر کر اس کے منہ سے نکلنے لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ کہ جب تم کو غصہ آجائے اور تمہارے جسم کی مشک کے منہ سے غصہ میں اول فول گالی گلوج یا کوئی انتقامی جذباتی اور مضربات نہ نکل جائے، اس وقت جلدی سے کظم کی رسی سے منہ کو باندھ دو اور غصہ کو ضبط کرلو، اسی کا نام ہے "کظم غیظ"۔

اچھا غیظ اور غضب میں کیا فرق ہے؟ جیسے دفتر والے کہتے ہیں کہ آج صاحب کا مُوڈ ٹھیک نہیں ہے بہت غیظ و غضب میں بیٹھے ہوئے ہیں شاید بیوی

سے کچھ ناچاقی ہوگئی ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے غیظ و غضب کا فرق بیان کیا ہے۔ غیظ کے معنی ہیں کہ غصہ آئے اور انسان اس کو ضبط کرلے۔ غیظ میں آدمی اندر اندر گھٹتا رہتا ہے اور غضب کے ساتھ ارادہ انتقام کا ہوتا ہے، اس لئے غیظ کا استعمال مخلوق کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ کی طرف غیظ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ یعنی ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچو لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے غیظ سے بچو، غیظ کا لفظ صرف مخلوق کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرنا درست نہیں۔ اور غضب کا استعمال مشترک ہے خالق کے لئے بھی اور مخلوق کے لئے بھی، یعنی غضب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی جاتی ہے اور مخلوق کی طرف بھی کی جاسکتی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے چار حدیثیں بیان کی ہیں اس لئے کہ آیات کی تفسیر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہی سے ہوسکتی ہے، جن پر قرآن نازل ہوا ان ہی کی زبان مبارک سے اس کی تفسیر ہوسکتی ہے۔

پہلی حدیث یہ بیان فرمائی کہ :

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اِنْفَاذِهٖ مَلَاَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّ اِيْمَانًا (جامع صغیر ص۱۷۹ ج ۲)

ترجمہ: جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا باوجودیکہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان اور سکون سے بھر دے گا۔

یعنی جس شخص کو کسی پر غصہ آگیا اور وہ اس پر پورا غصہ جاری کرسکتا ہے، اس کے لئے کوئی مانع نہیں ہے لیکن اللہ کے خوف سے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور

معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا، امن کے معنی ہیں سکون، غصہ ضبط کرنے کا یہ انعام عظیم ہے۔

بزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص غصہ کا تلخ گھونٹ پی لیتا ہے یعنی غصہ کو ضبط کر لیتا ہے تو وہ غصہ سب کا سب نُور بن جاتا ہے۔

اور ساتھ ساتھ غصہ کی ایک اور تفسیر بیان کی کہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے اور دین کے اجراء کے لئے اور اللہ کے لئے جو غصہ آئے وہ مستثنیٰ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منکرات اور اللہ کی نافرمانی پر اتنا غصہ آتا تھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک سُرخ ہوجاتا تھا کَاَنَّ الرُّمَّانَ عُصِرَ عَلٰی وَجْہِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جیسے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر غصہ آنا ہی چاہئے۔

دوسری حدیث یہ بیان کی کہ:

"جس شخص نے غصہ کو ضبط کر لیا در آنحالیکہ وہ اس کے نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جس حُور کو چاہے اپنی پسند سے انتخاب کر لے" (ابوداؤد ص۳۰۳ ج ۲) غصہ ضبط کرنے کا یہ دوسرا انعام بیان فرمایا گیا۔

تیسری حدیث یہ ہے کہ:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا میرے اوپر کوئی حق ہو فَلَا یَقُوْمُ اِلَّا اِنْسَانٌ عَفَا پس کوئی شخص کھڑا نہیں ہوگا مگر وہ جس نے دُنیا میں کسی کی خطاؤں کو معاف کیا ہوگا" (رُوح المعانی ص۵۸ ج ۴)

جنہوں نے یہ دولت کمائی ہوگی اور معاف کرنے والا عمل کیا ہوگا وہ اس دن

اللہ تعالیٰ سے اپنا انعام لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔
چوتھی حدیث علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”جو شخص یہ بات پسند کرے کہ جنت میں اس کے لئے اُونچے محل بنائے جائیں اور اس کے درجات بھی بلند ہو جائیں اس کو چاہئے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس کو معاف کر دے اور جو اس کو محرُوم رکھے اس کو عطا کر دے ، اور جو اس سے قطع رحمی کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے “(رُوح المعانی ص۵۸ ج ۴)

بعضے خون کے رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ لاکھ نیکیاں کرتے رہو وہ کبھی نیکی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ان کے لئے حکم ہے کہ:۔
صِلْ مَنْ قَطَعَكَ (جامع صغیر ص۴۳ ج ۲) وہ تو قطع رحمی کریں مگر آپ ان سے جُڑے رہیں اور ان کو معاف کرتے رہیں۔

اس حدیثِ پاک میں ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعدہ فرمایا کہ جنت میں اس کا شاندار مکان ہوگا اور اس کے درجات بلند ہوں گے۔

البتہ اگر کسی رشتہ دار سے ناقابلِ برداشت مسلسل اذیت پہنچ رہی ہے جس سے دین یا دنیا کا ضرر ہو تو علماء سے مشورہ کریں۔ اس کے لئے دوسرے احکام ہیں۔
تین حدیثیں غصہ کے بارے میں اور سُناتا ہوں اس آیت کی تفسیر میں سات حدیثیں بیان کرنے کا احقر کا معمُول ہے۔

پانچویں حدیث یہ ہے کہ:
اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (مشکوٰۃ ص۴۳۴)

ترجمہ: "غصہ ایمان کو ایسا خراب اور برباد کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔"

ایلوا ایک نہایت کڑوی دوا ہے اگر کوئی دُور بھی کوٹ رہا ہو تو حلق کڑوا ہو جاتا ہے۔ ایک من شہد میں ذرا سا ڈال دیجئے سارا شہد کڑوا ہو جائے گا۔ اسی طرح غصہ ایمان کی مٹھاس اور حلاوت کو کڑوا کر دیتا ہے یعنی غصہ والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ، عبادت کا مزہ، تلاوت کا مزہ نہیں آئے گا کیونکہ غصہ نے اس کے ایمان کے کمال اور نور کو خراب کر دیا۔

چھٹی حدیث ہے کہ:

مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مشکوٰۃ ص۴۳۴)

ترجمہ: "جو شخص اپنے غصہ کو روک لے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک لیں گے۔"

ظاہر بات ہے کہ غصہ روکنے میں تکلیف ہوتی ہے اور اس نے اللہ کے لئے یہ تکلیف اٹھائی لہٰذا اس مجاہدہ پر اتنا بڑا انعام ہے۔

اور یہ مجاہدہ بھی اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے آسان ہو جاتا ہے۔ ایک حکایت یاد آئی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ حضرت مجھ میں غصہ کا مرض ہے۔ اس کا علاج عطا فرمائیے۔ حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ لکھنؤ میں انوار بک ڈپو کے مالک مولوی محمد حسن کاکوروی کی خدمت میں جایا کیجئے۔ کچھ عرصہ بعد اس شخص نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ حضرت میرا غصہ جاتا رہا۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں جاتا رہتا ہوں لیکن انہوں نے تو کبھی غصہ کے متعلق مجھے کوئی نصیحت بھی نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے کہ مجھے اتنا فائدہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا کیونکہ مولوی صاحب حلیم الطبع ہیں ان کے دل میں صبر و حلم اور

برداشت کا مادہ بہت ہے۔ ان کے قلب کی صفت حلم آپ کے قلب میں منتقل ہوگئی۔

ساتویں حدیث کے راوی ایک صحابی حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ میں اپنے ایک مملوک غلام کی پٹائی کر رہا تھا۔ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا میں نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے ایک آواز سُنی۔ وہ کیا آواز تھی؟

اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ لَلّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ (مسلم ص۵۱ ج۲)

یہ کلامِ نبوت کی بلاغت ہے کہ چند ضمیروں میں دو سطر کا مضمون بیان فرما دیا۔ اگر ہم اُردو میں اس کا ترجمہ کریں تو ڈیڑھ دو سطر ہو جائے گی۔ فرمایا کہ اے ابا مسعود اللہ تعالیٰ کو تجھ پر زیادہ قدرت ہے اس قدرت سے جو تجھ کو اس غلام پر حاصل ہے جس کو تو پیٹ رہا ہے، فرماتے ہیں فَالْتَفَتُّ میں نے متوجہ ہو کر دیکھا کہ کہاں سے یہ آواز آئی۔ فَاِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ آپ کی آواز تھی ؎

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

یہ آوازِ نبوت تھی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہ کے دل زندہ ہوتے تھے امراض کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ بس اللہ تعالیٰ نے صحبتِ نبوت کے فیضان کی برکت سے فوراً ہدایت عطا فرمادی۔ اللہ والوں کی صحبت سے قلب میں اعمالِ صالحہ کی ایک زبردست قوت و ہمت اور توفیق پیدا ہو جاتی ہے۔ چالیس چالیس سال سے انسان جس گناہ کو چھوڑنے کی طاقت نہ پاتا ہو اللہ والوں کے پاس چند دن رہ کر کے دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اور یہ بات

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے مجھے بتائی کہ میں تمہیں تمہارے پیر کی ایک بات بتاتا ہوں۔ کسی نے حضرت پھولپوریؒ سے پوچھا کہ پارس میں یہ خاصیت کیوں ہے کہ لوہا اس سے چھوتے ہی سونا بن جاتا ہے، ایسا کیوں ہے ؟ فرمایا کیوں کیا مت پوچھو لوہے کو پارس سے لگادو پھر آنکھوں سے دیکھو کہ لوہا سونا بنتا ہے یا نہیں، پوچھنا کیا ہے مشاہدہ کرلو، دیکھو کیسے کیسے شرابی کبابی صحبت کی برکت سے اللہ والے بن گئے۔ جگر مراد آبادیؒ اللہ والے بن گئے اور جون پور کے ایک شاعر جن کا نام عبدالحفیظ تھا، شراب پیتے تھے۔ یہ سن کر تھانہ بھون گئے کہ وہاں انسان، انسان بنتے ہیں شاید یہ شرابی بھی انسان بن جائے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ حضرت سے بیعت ہو گئے اور بیعت بھی کیسے ہوئے کہ خانقاہ تھانہ بھون میں چند دن قیام سے داڑھی جو تھوڑی سی بڑھ گئی تھی وہ بیعت ہونے سے پہلے منڈوالی اور حضرت تھانوی سے درخواست کی کہ حضرت مجھے بیعت کر لیجئے، حضرت نے فرمایا کہ جب بیعت ہی ہونا تھا تو اللہ کا نور جو چہرہ پر آگیا تھا اس کو کیوں صاف کیا۔ عرض کیا کہ حضرت آپ حکیم الامت ہیں، میں مریض الامت ہوں۔ مریض کو چاہئے کہ حکیم کے سامنے اپنا سارا مرض پیش کر دے تاکہ نسخہ اسی طاقت سے لکھا جائے۔ یہ عمل تو بظاہر صحیح نہیں تھا لیکن چونکہ نیت اچھی تھی اس لئے حضرت نے اس پر گرفت نہیں فرمائی۔ پھر خود ہی عرض کیا کہ اب کبھی داڑھی پر اُسترا نہیں لگاؤں گا۔ حضرت نے بیعت فرمالیا، یہ جونپور آگئے۔ ایک سال کے بعد حضرت وعظ کے سلسلہ میں جونپور تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بڑے میاں کھڑے ہیں ایک مشت داڑھی رکھے ہوئے، فرمایا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ وہی بڑے میاں ہیں جو کس حالت میں تھانہ بھون گئے تھے۔ حضرت ان کی داڑھی دیکھ کر خوش ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے فرمایا کہ ان کا خاتمہ بڑا اچھا ہوا۔ تین دن تک گھر میں روتے رہے۔ اللہ کا خوف طاری ہوگیا۔ کمرے میں ادھر سے ادھر ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپ کے جاتے تھے اور روتے تھے اسی طرح رو رو کے جان دے دی اور اس خوف کی حالت میں اللہ کے پاس چلے گئے۔ اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا دئے تھے ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
ہُوا بیعت حفیظ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

واقعی بڑی ہشیاری ہے، مُبارک وہ بندہ ہے، بہت ہی مُبارک بندہ ہے وہ جو اللہ والوں سے تعلق کرلے، جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرلے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ ہماروں کا ہمارا ہے، یہ ہمارے دوستوں کا دوست ہے، لہٰذا اس پر بھی فضل فرما دیتے ہیں اور اس کو بھی اپنا بنا لیتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (بخاری ص۹۴۸ ج ۲)

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہ سکتا۔ اس کی شقاوت کو سعادت سے اللہ تعالیٰ بدل دیتے ہیں۔ یہ لمبی حدیث ہے جس کا ایک جُز یہ ہے کہ اللہ والوں کی مجلس میں ایک شخص غیر مخلص تھا وہ وہاں اللہ

کے لئے نہیں بیٹھا تھا کسی ضرورت سے جارہا تھا کہ وہاں بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ میرے بندے کیا کررہے تھے؟ اللہ تعالیٰ کو توسب معلوم ہے لیکن اپنے بندوں پر فخرو مباہات فرمانے کے لئے پوچھتے ہیں۔ آخری جزاس لمبی حدیث کا یہ ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا فرشتوں نے عرض کیا کہ وہاں ایک بندہ ذکر کے لئے نہیں بیٹھا تھا " اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ " وہ کسی حاجت سے جارہا تھا دیکھا کہ کچھ اللہ والے لوگ بیٹھے ہیں وہ بھی بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ میں اپنے مقبول بندوں کے پاس بیٹھنے والوں کو محروم نہیں کیا کرتا۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيْسُهُمْ۔ اس کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (فتح الباری ص۲۱۳ ج ۱۱)

اِنَّ جَلِيْسَهُمْ يَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِمْ

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مندرج کرلیتا ہے ان تمام انعامات میں جو اللہ والوں کو عطا کئے جاتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ آگے مفعول لہٗ بیان ہورہا ہے اِکْرَامًا لَهُمْ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا اکرام فرماتے ہیں۔

دیکھئے جیسے یہاں ڈیرہ غازی خان میں آپ لوگ جو کچھ حضرت والا ہردوئی دامت برکاتہم کو کھلاتے ہیں وہی ہم خادموں کو بھی کھلا رہے ہیں کہ نہیں۔ بس جب حسی نعمتوں کا یہ حال ہے تو ایسے ہی جنت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ معاملہ ہوگا۔

جب اولیاء اللہ کی صحبت کا یہ انعام ہے کہ ان کی صحبت کے فیض سے

شقاوت سعادت سے تبدیل ہوجاتی ہے اور قلب میں اعمالِ صالحہ کی زبردست ہمت و توفیق عطا ہوجاتی ہے تو صحبتِ نبوت کے فیضان کا کیا عالم ہوگا؟ حالتِ ایمان میں جس پر نبوت کی نگاہ پڑگئی وہ صحابی ہوگیا اور دُنیا کا بڑے سے بڑا ولی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے رُتبہ کو نہیں پاسکتا۔ چنانچہ صحبتِ نبوت کے فیضان سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو فوراً تنبیہ ہوگئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ اس غلام کو میں نے اللہ کے لئے آزاد کردیا اس خطا کی تلافی میں۔ معلوم ہُوا کہ خطاؤں کی تلافی بھی ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ (مسلم ص۵۱ ج۲)

اگر تُو ایسا نہ کرتا اور غلام پر یہ رحمت نہ دکھاتا تو جہنم کی آگ تجھے جھلسا دیتی اور جلا کے خاک کردیتی۔ یہ کون ہیں؟ صحابی ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے ہیں۔ آج کس ظالم کا منہ ہے جو کہے کہ میں اتنا تہجد پڑھتا ہوں، صُوفی ہوں، اتنا ذکر و فکر کرتا ہوں، میرے غصہ پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ ذرا سوچئے، یہ بات سوچنے کی ہے یا نہیں کہ اپنی عبادت پر اتنا ناز کہ ہم نے تہجد پڑھی ہے لہٰذا مُسلمانوں کو، اور بھائیوں کو اور بہنوں کو اور بیویوں کو جس طرح چاہو ستاؤ۔ کوئی قانون نہیں۔ دیکھئے صحبت یافتۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو مسعُود رضی اللہ عنہ کے لئے یہ حکم ہو رہا ہے کہ اگر تم نے رحمت نہ کی تو یاد رکھو قیامت کے دن دوزخ کی آگ تم کو لپٹ جائے گی۔ اب کس صوفی کا منہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرا غصہ میرے لئے کچھ مُضر نہیں۔ میری تو اتنی عبادت ہے اتنا وظیفہ پڑھتا ہوں، میرے غصّہ پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ حضرت ابو مسعُود رضؓ سے زیادہ آپ مقبول ہیں۔ صحابی سے گویا بڑھ گیا یہ صُوفی جو ایسی باتیں کرتا ہے،

یہ گویا دعویٰ کر رہا ہے کہ صحابی سے نعوذ باللہ اس کا درجہ بڑھ گیا۔

میرے دوستو! لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں مصلح کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھئے صحابی ہیں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ لیکن مربّی و مصلح کی ضرورت پیش آئی کہ نہیں؟ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مربّی کی ضرورت تھی جو انبیاءؑ علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں تو ہم لوگوں کا کیا منہ ہے کہ ہم اپنے کو تربیت کا محتاج نہ سمجھیں۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک عزیز سے ناراض ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم اب میں ان پر کبھی احسان نہ کروں گا اور جن سے ناراض ہوئے وہ جنگ بدر لڑے ہوئے تھے، اصحابِ بدر جنگِ بدر کی برکت سے اللہ کے یہاں مقبول ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش فرمائی اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جس کے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اے صدیق کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ میرا بدری صحابی جس نے جنگِ بدر لڑی ہے تم اس کی خطا معاف کر دو اور میں قیامت کے دن تمہیں معاف کر دوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے اپنی قسم توڑ دی اور اس کا کفارہ ادا کیا اور دوسری قسم اُٹھائی کہ وَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ اللہ کی قسم میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کر دے اور میں اپنے عزیز کی خطا کو معاف کرتا ہوں اور فرمایا کہ اب میں پہلے سے بھی زیادہ ان پر احسان کروں گا! یہ ہے وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ؁ ہے کہ معاف کرنے کے بعد اس پر کچھ احسان بھی کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

اس تفسیر کی تائید میں علامہ آلوسیؒ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے علی بن حسینؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کی باندی ان کو وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا ہاتھ سے گر گیا اور ان کا سر زخمی ہوگیا، تیز نظر سے خادمہ کو دیکھا وہ بھی حافظۂ قرآن تھی فوراً یہ آیت پڑھی وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ فرمایا قَدْ كَظَمْتُ غَيْظِيْ میں نے اپنا غصہ پی لیا اللہ کا فرمان سنتے ہی مان لیا۔ یہ نہیں سوچا کہ خادمہ کے منہ سے نکل رہا ہے۔ کسی کے منہ سے بھی نکلے، ہے تو خدا کا فرمان، چھوٹوں کے منہ سے بڑوں کی بات جب نکلتی ہے تو چھوٹوں کو مت دیکھو ان کے منہ سے بڑوں کی جو بات نکل رہی ہے اس کی قدر کرو۔ لہٰذا فرمایا کہ میں نے غصہ پی لیا۔ اس کے بعد باندی نے یہ آیت تلاوت کر دی وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط اور جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں فرمایا قَدْ عَفَوْتُ عَنْكِ میں نے تیری خطا معاف کر دی۔ اس کے بعد اس نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ہ اور احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا جا میں نے اللہ کے لئے تجھے آزاد بھی کر دیا۔

اب ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت کے بانی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی چچا ہیں۔ شیخ ایک مرتبہ اپنے ملازم پر ناراض ہو گئے اور فرمایا تم نے کیوں ایسی نالائقی کی۔ اس نے کہا حضرت جی معاف کر دو غلطی ہو گئی، انسان ہوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ غلطی تو تم نے ایک درجن بار کی ہے دو چار دفعہ ہو تو معاف کر دوں۔ تم تو بار بار یہی غلطی کر رہے ہو۔ میں تمہیں کتنا بھگتوں، مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔

شیخ کے کان میں فرمایا کہ مولانا! اتنا بھگت لو جتنا قیامت کے دن اپنا بھگتوانا ہے یعنی اتنا معاف کر دو جتنا اپنا معاف کرانا ہے لہٰذا یہ مت کہو کہ کتنا بھگتوں زیادہ سے زیادہ معاف کر دو۔

بعض وقت آدمی غصہ میں کہتا ہے کہ کیا صاحب! یہ شخص تو ہر وقت غلطی ہی کرتا ہے کوئی کام صحیح نہیں کرتا۔ لیکن بھائی بعضوں کی عقل ہی کم ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ اگر کامل عقل مثلاً ۹۸ ڈگری ہے تو بعض بندوں کو خدا کی طرف سے ساڑھے ستانوے ڈگری ہی ملی ہوئی ہے، بھولے بھالے نادان سے ہوتے ہیں۔ اپنا بچہ اگر ایسا ہو تو کیا کرو گے۔ اس کے ساتھ نرمی و درگذر کا معاملہ کرو گے یا نہیں؟ لہٰذا جس کو اللہ نے جتنی عقل دی ہے اس لحاظ سے اس کا محاسبہ اور مواخذہ کرو، ۹۷ ڈگری عقل والے سے ۹۸ ڈگری عقل والے کا محاسبہ نہ کرو۔ لیکن یہ جانتے ہوئے بھی غصہ میں کہتے ہیں کہ نہیں صاحب یہ خوب سمجھتا ہے ہمیں ستانے کے لئے ایسا کرتا ہے۔ ایسی احمقانہ چیزیں شیطان پیدا کرتا ہے۔

اچھا ایک بات اور ہے غصہ والا اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے غصہ کی تہہ میں کبر پوشیدہ ہوتا ہے جس پر غصہ آتا ہے اس کی حقارت ذہن میں ہوتی ہے اور اپنی برتری ثابت ہوتی ہے جس وقت غصہ چڑھتا ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھ لو یا آئینہ سامنے کر دو کہ اپنا چہرہ خود دیکھے اور اگر اس کے لب و لہجہ کو ٹیپ کیا جائے اور پھر اسی کو دکھایا جائے کہ جناب کا چہرہ اور لب و لہجہ ایسا تھا تو اس شعر کا مصداق ہوگا۔ ؎

رات شیطاں کو خواب میں دیکھا
اس کی صورت جناب کی سی تھی

انسان کو اپنی بیماری کا پتہ نہیں چلتا۔ آدمی فوراً کہتا ہے کہ میرا غصہ اللہ کے لئے ہے لیکن اپنا فیصلہ معتبر نہیں ہوتا۔ پہلے کسی پَرکھنے والے کی کسوٹی پر پَرکھئے۔ شیخ مبصر بتائے گا کہ آپ کا غصہ اللہ کے لئے ہے یا نفس کے لئے ہے۔ ہر شخص خود فیصلہ کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس ہم ٹھیک ہیں۔ جو کہتا ہے کہ ہم ٹھیک ہیں وہی " نا ٹھیک " ہے۔ یعنی ٹھیک نہیں ہے اور جو شخص مصلح سے یہ کہہ دے کہ حضرت آپ کو تجربہ نہیں ہے آپ تو بھولے بھالے ہیں یہ آدمی جس پر میں غصہ کر رہا ہوں ایسا ویسا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شیخ پر اعتراض کر رہا ہے کہ شیخ گویا بدھو ہے۔ ایسے مُرید کو کان پکڑ کر خانقاہ سے باہر نکال دینا چاہئے۔

غصہ میں اگر کسی پر زیادتی ہو جائے فوراً ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں شرمانا نہیں چاہئے۔ اس کو راضی کر لو ورنہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا۔ اور جو غصہ کا علاج اور تلافی کرے ان کا درجہ بھی سُن لیجئے۔ میرے مُرشدِ اول حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھُولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص پر غصہ آ گیا اور غصہ میں کچھ زیادتی ہو گئی۔ انسان ہی تو ہے چاہے کتنا بڑا ولی اللہ ہو اس سے بھی خطا ہو سکتی ہے، وہ آدمی بالکل اَن پڑھ تھے ہَل جوتنے والے جیسے دیہاتوں میں ہوتے ہیں، پھُولپور کے قریب ایک گاؤں تھا جس کا نام شُدنی پور تھا، وہ شخص چلا گیا شدنی پور کا رہنے والا تھا۔ بعد میں حضرت کو خیال ہُوا کہ مجھ سے زیادتی ہو گئی ہے اتنا غصہ مجھے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ عصر کے بعد حضرت اس سے معافی مانگنے تشریف لے گئے وہ گاؤں صرف ڈیڑھ میل دُور تھا۔ لیکن حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں اتنا پریشان ہُوا کہ راستہ بھُول گیا کھیتوں میں ہوتا ہُوا بہت دیر سے اس کے پاس پہنچ گیا اس سے کہا کہ آج مجھ سے

تم پر کچھ زیادتی ہوگئی، میں نے تمہیں کچھ زیادہ کہہ دیا لہٰذا تم مجھ کو اللہ کے لئے معاف کر دو، اس نے کہا کہ آپ اتنے بڑے مولانا ہیں اور میں جاہل آدمی ہوں، آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں، باپ کو تو بیٹے پر حق ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن نہ معلوم کیا حال ہوگا؟ اس دن معلوم ہوگا کہ کون چھوٹا ہے کون بڑا ہے۔ تم جب تک یہ نہ کہو گے کہ میں نے معاف کر دیا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ اس نے دیکھا کہ مولانا بغیر کہلوائے نہیں جائیں گے تو کہا کہ اچھا حضرت آپ کا حکم ہے آپ کا دل خوش کرنے کے لئے کہدیتا ہوں کہ معاف کر دیا ورنہ آپ کا مجھ پر حق ہے۔ حضرت لوٹ آئے اسی رات کو خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کشتی میں تشریف فرما ہیں اور فرمایا کہ کچھ فاصلہ پر میری کشتی ہے اس پر میں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باآوازِ بلند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اے علیؓ! عبد الغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو، حضرت نے فرمایا کہ جب میری کشتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کشتی سے جوڑی ہے تو اس کی کھٹ سے جو آواز آئی آج تک اس کا مزہ آرہا ہے کانوں میں اس کی لطف و لذت سما گئی۔ حضرت شاعر نہیں تھے مگر اس مزہ کو شعر میں بیان فرمادیا ؎

مضطرب دل کی تسلّی کے لئے
حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

دیکھئے غصہ کی تلافی وندامت و معذرت پر کتنا بڑا انعام ملا۔

حضرت حکیم الامت مجدّد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے وعظ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا، بیوی نے سالن میں نمک تیز کر

دیا۔ ہاتھ ہی تو ہے اندازہ نہیں ہُوا نمک تیز ہوگیا، ہماری بیٹیوں سے اگر غلطی ہو جائے تو ہم کیا چاہتے ہیں ؟ کہ داماد معاف کر دے، ہماری بیٹیوں کو جب داماد ستاتے ہیں تو ہم بزرگوں سے تعویذ لیتے ہیں وظیفے پوچھتے پھرتے ہیں لیکن ہمارے تحت جو بیویاں ہیں وہ بھی تو کسی کی بیٹیاں ہیں ان پر رحم نہیں آتا۔ اپنی بیٹی پر جب پڑتی ہے تو ہمیں تعویذ یاد آتے ہیں۔ اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں اور روتے ہیں کہ داماد بہت ظلم کر رہا ہے لیکن ہم اپنی بیویوں کو جو ستاتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر ڈانٹ ڈپٹ، بے چاری گھُٹ گھُٹ کے روتی رہتی ہیں۔ سسرال میں کوئی ان کا ہوتا نہیں باپ بھائی دُور ہوتے ہیں، لیکن سمجھ لیجئے ان کی آہ لگتی ہے۔ جب بے زبان مُرغیوں کو ایذا پہنچ جانے سے ایک مجدّدِ وقت کے قلب پر علوم کی بارش رُک سکتی ہے تو جو لوگ انسانوں کو ستاتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔

ایک بار پیرانی صاحبہ کہیں باہر تشریف لے گئیں تھی۔ حضرت تھانویؒ سے کہہ گئیں تھی کہ مُرغیوں کو کھول کر دانہ پانی ڈال دیجئے گا۔ حضرت بھول گئے، اب جو لکھنے بیٹھے تو سارے مضامین اور معرفت کے سارے دریا بند۔ ایک خط کا جواب بھی نہ لکھ سکے، تفسیر بیان القرآن رُک گئی، کسی کتاب کی تصنیف نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے خدا یہ مضمون کی آمد کیوں بند ہوگئی؟ شاید مجھ سے کوئی خطا ہوگئی ہے، آپ دل میں ڈال دیجئے تاکہ میں تلافی کرسکوں، اللہ تعالیٰ نے دل میں الہام فرمایا کہ ہماری ایک مخلوق گھُٹ رہی ہے، مُرغیاں بغیر دانہ پانی کے بند ہیں۔ ہماری مخلوق کو گھُٹا کر مضامین کیسے ملیں گے ؟ حضرت فوراً دوڑے ہوئے گئے، مرغیاں کھول دیں اور ان کو دانہ پانی دیا۔ بس دل شگفتہ ہوگیا اور علوم پھر آنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جانوروں کی پیٹھ کو منبر مت بناؤ۔" (ابوداؤد ص۳۴۷ ج-۱) یعنی گفتگو کرنی ہو تو جانور کی پیٹھ سے اُتر کر بات کرو، یہ نہیں کہ جانور کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں گھوڑے وغیرہ سفر طے کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام جانوروں تک پر رحمت فرماتا ہے جب جانوروں کے ستانے کی بھی ممانعت ہے تو میرے دوستو! جو بیویوں کو ستاتے ہیں وہ کس قدر عذاب مول لے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَاءِ ھِمْ (مشکوٰۃ ص۲۸۲) کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جن کے برتاؤ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ اخلاق کا معیار یہ ہے کہ جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔

علامہ آلوسیؒ نے تفسیر رُوح المعانی (ص۱۴ ج-۵) میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں ان پر عورتیں غالب آجاتی ہیں۔ غالب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تیز باتیں کرلیتی ہیں، ناز نخرے دکھادیتی ہیں کیونکہ ان کو ناز دکھانے کا بھی حق حاصل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تُو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جب رُوٹھی ہوتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ عرض کیا کہ آپ کیسے جان لیتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تُو مجھ سے خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّد۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم اور جب رُوٹھی ہوتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ۔ ابراہیم کے رب کی قسم۔

(صحیح بخاری ص۷۸۷ ج-۲)

معلوم ہوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا رُوٹھنے کا حق ہے، یہ ان کا ناز ہے لہٰذا اس کی بھی شریعت نے رعایت رکھی ہے۔ دیکھئے حدیث میں فرمایا یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا یہ عورتیں غالب آجاتی ہیں کریم شوہر پر وَیَغْلِبُهُنَّ لَئِیْمٌ اور جو لوگ بد اخلاق ہیں وہ ان پر ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ کر کے غالب آجاتے ہیں۔

بعضے علاقوں کے بارے میں معلوم ہُوا کہ پہلی رات عورت کو رُعب میں لانے کے لئے بڑی پٹائی کرتے ہیں۔ استغفر اللہ۔ کیا جہالت اور ظلم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا

میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں۔

وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا

اور میں بد اخلاق ہو کر ان پر غلبہ نہیں حاصل کرنا چاہتا۔

اور بخاری کی روایت ہے (ص ۷۷۹ ج ۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے۔ دیکھئے ٹیڑھی پسلیاں کام دے رہی ہیں یا نہیں، ان کو سیدھی کرو گے تو ٹوٹ جائیں گی۔ لہٰذا ان کے ساتھ شفقت محبت اور رحمت سے معاملہ کیا جائے تو زندگی جنت کی ہو جاتی ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس عورت نے سالن میں نمک تیز کر دیا تھا اس کے شوہر نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لیا کہ اے خدا ہاتھ ہی تو ہے نمک تیز ہو گیا۔ اگر میری بیٹی نمک تیز کر دیتی تو میں یہی چاہتا کہ داماد اس کو معاف کر دے۔ لہٰذا اے خدا میں آپ کی رضا کے لئے اس کو جو میری بیوی ہے لیکن آپ کی بندی بھی ہے، اس کی نسبت آپ کے ساتھ بھی ہے، اس کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے غیرت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی سفارش وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کو رد کرتے ہیں۔ ابھی ایک ڈی آئی جی یا کمشنر سفارش لکھ دے کہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا۔ تو بتائیے کہ ہم لوگ کتنا خیال کریں گے اور اللہ تعالیٰ سفارش نازل فرمارہے ہیں کہ ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ یہاں ہمارا کیا معاملہ ہے اور کیا ہونا چاہیئے ہر شخص اپنی حالت پر غور کرلے۔

لہٰذا اس شخص نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرلیا اور بیوی کو معاف کردیا اور اس کو کچھ نہیں کہا۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میاں معاملہ تو بڑا خطرناک تھا۔ بڑے گناہوں کا معاملہ پیش ہوگیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری ایک بندی نے جس دن سالن میں نمک تیز کردیا تھا اور تم نے میری اس بندی کی خطا معاف کردی تھی جاؤ اس کے صلہ میں آج تم کو معاف کرتا ہوں۔

بس غصہ کو پی جانا ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے کیونکہ غصہ آگ ہے اس کو روکنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے اس پر اجر بھی عظیم ہے اور مجاہدہ کے بقدر مشاہدہ ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس مجاہدہ کی بدولت بڑی کرامت حاصل ہوگئی اور اولیاء کی کرامت برحق ہے۔ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ اسلامی عقائد میں سے ہے اس لئے کرامتِ اولیاء کا انکار بڑی گمراہی کی بات ہے البتہ کرامت کسی ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ جب وہ چاہے خود صادر کردے بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اپنے کسی مقبول بندے کو عطا فرما دیتے ہیں کرامت فعلِ عبد نہیں ہے فعلِ معبود ہے۔

امام بخاریؒ باب کفالت کے اندر اولیاء اللہ کی کرامت کی حدیث لائے ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامت کو بیان کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ولی کی کرامت کو بیان فرمارہے ہیں، پیغمبر ایک امتی کی کرامت کو بیان فرمارہے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو جو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور ولی تھے ایک ضرورت پیش آئی انہوں نے ایک شخص سے ایک ہزار دینار قرضہ مانگا، قرض دینے والے نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟ انہوں نے کہا کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۔ اللہ تعالیٰ باعتبار شاہد کے کافی ہیں یعنی شاہد کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے پھر اس نے کہا کہ کوئی کفیل اور ذمہ دار لاؤ کہ اگر تم نہ دو تو ہم کس سے وصول کریں؟ تب انہوں نے جواب دیا کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا اللہ تعالیٰ ہی ہمارا وکیل اور کارساز ہے وہی ہمارا کفیل ہے۔ یہ دو مضمون سُن کر اس نے کہا صَدَقْتَ تم نے سچ کہا تم اپنے قول میں صادق ہو اور فوراً ایک ہزار دینار قرض دے دیا اور وہ دریا پار چلے گئے اور اپنی ضرورت کو پُورا کیا۔

جس دن قرض ادا کرنے کا وعدہ تھا اس دن وہ دینار لے کر پھر آئے لیکن کوئی سواری نہ ملی، بے چارے بے چین تھے کہ کوئی کشتی ملے تو دریا پار جا کر اس کا قرض دے دیں۔ جب کوئی سواری نہ ملی تو انہوں نے لکڑی کا ایک موٹا سا کُندا لیا، اس میں سوراخ کیا اور ایک ہزار دینار اس میں رکھ دئے اوپر سے کیل لگا کر مضبوطی سے بند کر دیا اور اللہ کے بھروسہ پر دریا میں ڈال دیا اور کہا یا اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرضہ لیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے کوئی سواری مل جائے لیکن نہ ملی بس آپ اس کو حفاظت سے اس تک پہنچا دیجئے جس سے میں نے قرض لیا تھا۔ اب

ہواؤں کے تھپیڑوں میں لکڑی کا وہ بڑا سا ٹکڑا اچل رہا ہے کہیں اور بھی جا سکتا تھا۔ یہ کرامت تھی کہ ہواؤں کے تھپیڑوں سے اس بستی میں پہنچ گیا' اُدھر وہ صاحب انتظار کر رہے تھے کہ شاید کسی کشتی سے وہ شخص میرا مال لے کر آجائے کہ اچانک دیکھا کہ ایک لکڑی کا ٹکڑا بہتا ہُوا آرہا ہے وہ انہوں نے اپنی بیوی کے لئے لے لیا کہ چلو چُولہا گرم کرنے کا سامان اللہ نے بھیج دیا۔ بس اس پر کلہاڑی جو ماری تو ایک ہزار دینار اس میں سے نکل آئے۔ اور ایک پرچہ بھی اس میں رکھا ہُوا تھا کہ اے شخص مجھ کو سواری نہیں ملی لہٰذا مجبوراً میں اللہ کے بھروسہ پر یہ بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد ان کو کشتی بھی مل گئی۔ کشتی پر بیٹھ کر وہ پھر ایک ہزار دینار لائے کہ ممکن ہے کہ پہلے دینار نہ ملے ہوں۔ لہٰذا جب انھوں نے پیش کئے تو اس نے کہا کہ آپ نے تو پہلے ہی بھیج دئے تھے اور سارا واقعہ بیان کیا کہ لکڑی کے اندر سے اس طرح سارا روپیہ مل گیا۔ فَانْصَرَفَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ رَاشِدًا پس نہایت ہی خوش اور اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور کرامت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہُوئے واپس ہو گئے۔ (بخاری شریف کتاب الکفالۃ ص۳۰۶ ج ۱)

اس لئے اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے لیکن لوازم ولایت میں سے نہیں ہے۔ بعضے بے وقوف سمجھتے ہیں کہ ہر وَلی کے لئے کرامت لازم ہے ولی کے لئے اہتمام تقویٰ، اتباعِ سنّت، اتباعِ شریعت یہ چیزیں تو لازم ہیں لیکن عصمت بھی لازم نہیں ہے کہ کبھی ان سے خطا ہی نہ ہو۔ نبوت کے لئے تو عصمت لازم ہے لیکن ولایت کے لئے کبھی خطا کا صدور منافی ولایت نہیں بشرطیکہ وہ اس کی تلافی کرے معافی مانگ لے۔ اللہ سے توبہ کرلے استغفار کرلے۔

حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دس سال تک ایک شخص رہا تھا۔ اس نے حضرت سے کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ ہَوا پر اُڑتے ہوئے، پانی پر بغیر کشتی کے چلتے ہُوئے نہیں دیکھا تو مایوس ہوکر واپس ہونے لگا اور کہا کہ حضرت دس سال تک میں نے آپ کے اندر کوئی کرامت نہیں پائی۔ لہٰذا واپس جارہا ہُوں۔

حضرت جُنیدؒ نے فرمایا کہ اے شخص تُو نے دس سال کے اندر مجھ سے کوئی کام خلافِ شریعت اور خلافِ سنّت ہوتے ہُوئے دیکھا۔ اس نے کہا کہ حضرت دس سال تک میں نے آپ کا کوئی کام خلافِ شریعت اور خلافِ سنّت نہیں پایا۔ اس پر حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا آہ جس غلام نے دس سال تک اپنے مالک کو ایک لمحہ کے لئے بھی ناراض نہیں کیا اس سے بڑھ کر تُو کیا کرامت چاہتا ہے ؟

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں الاستقامۃ فوق الف کرامۃ سنّت و شریعت پر استقامت ایک ہزار کرامت سے افضل ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ غصّہ کو ضبط کرنے سے اور مخلوق کی ایذاؤں کو برداشت کرنے سے بعض بزرگوں کو بڑی کرامت عطا ہوگئی۔ حضرت شاہ ابُو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر چلتے تھے اور جنگل کی لکڑی کاٹ کر شیر پر رکھتے تھے۔ اور اگر کبھی شیر شرارت کرتا تھا تو زندہ سانپ کا کوڑا تھا اس سے شیر کی پٹائی کرتے تھے۔ خراسان سے ایک شخص ان سے بیعت ہونے خرقان گیا۔ لیکن ان کی بیوی بڑی تیز مزاج تھیں۔ پُوچھا کیسے آئے ۔۔۔ کہا کہ حضرت سے مُرید ہونے آیا ہوں۔ کہنے لگیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ مجھ سے زیادہ اس پیر کا حال دُنیا کیا جان سکتی ہے ؟ رات دن میں اس کے ساتھ ہوں بالکل بنا ہوا

مکّار ہے تم کہاں چکّر میں آ گئے ؟ تمہارے دماغ میں عقل بھی ہے یا نہیں؟ ایسی باتیں سُنائیں کہ وہ تو رونے لگا کہ میرا ہزار میل کا سفر بے کار ہوگیا۔ محلہ والوں نے کہا کہ ان کی بیوی مزاج کی تیز ہے خبردار بدگمانی مت کرو، جاؤ شیخ جنگل سے لکڑیاں لے کر آرہے ہوں گے۔ وہاں دیکھا کہ شیر پر بیٹھے ہوئے حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی تشریف لارہے ہیں۔

مولانا جلال الدین رُومیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ کو کشف ہوگیا کہ یہ بیگم کی باتیں سُن کر با غم آرہا ہے یعنی غمگین ہے، شیخ ہنسے اور فرمایا کہ بھائی کچھ پریشان نظر آرہے ہو کیا بات ہے۔ کہنے لگا کہ حضرت آپ کے گھر میں تو بڑی تلخ مزاج ہے ایسی بیوی سے آپ نے کیوں شادی کی، تو شیخ نے فرمایا کہ یہ جو مجھے شیر کی سواری ملی ہے اور زندہ سانپ کا کوڑا ملا ہے یہ کرامت اسی خاتون کی تکلیفوں پر صبر کا انعام ہے۔

اور اب مولانا رُومیؒ کی زبانی سُنئے کہ شاہ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا:

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بے گارِ من

اگر میرا صبر اس عورت کی تکلیفوں کے بوجھ کو نہ اُٹھاتا تو بھلا یہ شیرِ نر کب میری بے گاری کرتا اور میرا غلام بنتا ؟

عادت اللہ یہی ہے کہ جس کو کوئی نعمت دیتے ہیں مجاہدہ کرا کے دیتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کتنے نازک مزاج تھے۔ دشمن نے جب ان کو گولی ماری کسی نے پوچھا حضرت مزاج کیسے ہیں ؟ فرمایا کہ گولی سے تو کوئی تکلیف نہیں، لیکن گندھک کی بدبو سے سخت تکلیف ہورہی ہے۔ دہلی کی جامع مسجد سے نماز پڑھ کر واپس ہوتے تھے اگر راستہ میں کوئی

پلنگ ٹیڑھا پڑا ہُوا دیکھ لیا تو سَر میں درد ہو گیا۔ رضائی میں اگر دھاگے ٹیڑھے ڈال دیئے تو ساری رات نیند نہیں آئی۔ دہلی کا بادشاہ حاضرِ خدمت ہُوا اور پانی پی کر کٹورا صراحی پر ترچھا رکھ دیا۔ حضرت کے سر میں درد ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خدمت کے لئے میں ایک خادم دینا چاہتا ہوں تو فرمایا کہ اب تک تو میں خاموش تھا تم نے پانی پی کر کٹورا صراحی پر ترچھا رکھ دیا جس سے میرے سر میں درد ہو گیا تمہارا خادم میں کیا قبول کروں جیسے تم ہو ایسا ہی تمہارا خادم ہو گا۔

ان مرزا مظہر جانِ جاناں کو الہام ہُوا کہ دلّی میں ایک نہایت بدمزاج، غصّہ والی اور بداخلاق عورت ہے اگر تم اس سے نکاح کر لو تو سارے عالم میں ہم تمہارا ڈنکا پٹوا دیں گے۔ اہل اللہ کو الہام ہو جاتا ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بس صرف آواز نہیں آتی ورنہ ہر وقت دل میں باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ یہ کر لو، یہ نہ کرو۔ ؎

قولِ اوراللحن نے آواز نے

اسی کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نے اللہ تعالیٰ سے سودا کر لیا۔ اہل اللہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی پر اپنے دل و جان قربان کرنے کی راہیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ؎

ان کی مرضی پر مری قربان جاں
اللہ اللہ میں تھا اِس قابل کہاں
جو تُو مشتری ہے تو اے جان عالم
بہ نوک سنانت جگر می فروشم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

ایک کابلی آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ گھر سے کھانا لے آؤ۔ آواز دے کر کہا کہ حضرت نے کھانا منگایا ہے کھانا دے دو، بس پھر کیا تھا حضرت کو خوب بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ پہلے سے کیوں نہیں منگایا۔ ایک گھنٹہ سے کھانا لئے بیٹھی ہوں اور وہاں مجلس ملفوظات وارشادات ہو رہی ہے بڑے پیر بنے بیٹھے ہیں اور ہمیں اذیت پہنچا رہے ہیں بندوں کے حقوق کا خیال نہیں۔ پیر کیا ہے مکّار ہے وغیرہ وغیرہ، کابلی نے تو چھُرا نکال لیا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تو میرے شیخ کی بیوی ہے اس لئے فوراً رکھ لیا اور اپنی زبان میں کہا تم ہمارے شیخ کا بی بی ہے اس لئے چھوڑ دیا ورنہ ابھی کام تمام کر دیتا اور آکر عرض کیا حضرت ایسی کڑوی عورت سے آپ نے کیوں شادی کی۔ فرمایا کہ بیوقوف یہ سارے عالم میں مظہر جانِ جاناں کا جو ڈنکا پٹ رہا ہے یہ اسی عورت کی برکت سے ہے، اس کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہوں اور اس صبر پہ اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت عطا فرمائی ہے یہ اسی کا انعام ہے۔

دوستو! ایمان لانے کے بعد اللہ کے راستہ پر جمے رہنا اسی کا نام استقامت ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

گھڑی میں اولیاء اور گھڑی میں بھوت بننے والے تو بہت سے ہیں

کچھ دن تو بالکل فرشتے بن گئے اور جب نفس کا غلبہ ہُوا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بالکل شیطان بن گئے۔ جب غصہ چڑھا تو پھر یہ بھی نہیں دیکھتے کہ میں کون ہوں اور میرا اللہ کون ہے۔ پھر ان کو پتہ ہی نہیں رہتا کہ میں ابھی تلاوت کر رہا تھا اور رات کو تہجد بھی پڑھی ہے اور اشراق بھی پڑھی ہے غصہ میں بس ایک دم شیطان ہو گئے اور پٹائی شروع کر دی، جو منہ میں آیا بکنا شروع کر دیا۔

اس وقت آدمی بالکل شیطان ہو جاتا ہے کیونکہ شیطان آگ سے پیدا ہے اور حدیث میں ہے کہ غصہ بھی آگ سے پیدا ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر رُوح المعانی (ص۹۵ ج ۱) میں حدیث نقل کرتے ہیں:

اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ تَتَوَقَّدُ فِيْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ

غصہ سے بچو کیونکہ یہ آگ کا شعلہ ہے جو ابنِ آدم کے دل میں سُلگتا ہے۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دلیل بیان فرمائی کہ غصہ کا مادہ اور اس کے اجزاء آگ سے بنے ہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا اِلٰى اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَ حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ جس پر غصہ چڑھتا ہے اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں بتاتی ہیں کہ اندر آگ ہے آگ جل جائے تو شیشہ کے باہر سے لال لال آگ نظر آتی ہے۔ آنکھیں شیشہ ہیں یہ بتاتی ہیں کہ دل میں آگ لگی ہُوئی ہے اور دُوسری دلیل اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ بیان فرمائی یعنی اس کی گردن کی رگیں بھی پھول جاتی ہیں۔

تو غصہ میں گویا آدمی شیطان ہو جاتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہُوا اور غصہ میں دل میں آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ میں نے ابھی آپ کو حدیثِ پاک سُنائی۔ لہٰذا غصہ میں جو شیطانی کام بھی پیدا ہو جائے وہ بعید نہیں ہے۔

غصہ میں ایسے خطرناک اعمال لوگوں سے ہوئے ہیں کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ غصہ میں لوگوں نے اللہ کو گالی دے دی۔ شریعت کو گالی دے دی۔ مسلمان سے کافر ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔ غصہ میں انسان اپنے ماں باپ سے لڑ جاتا ہے۔ اپنی بیوی پر حد سے زیادہ سختی کر دیتا ہے ظلم کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی آہ لیتا ہے۔ غصہ میں بیوی شوہر کے ساتھ گستاخی کر جاتی ہے، اور بیٹا باپ سے، شاگرد اُستاد سے، مُرید شیخ سے، اُمتی نبی سے اور بندہ اللہ تعالیٰ سے لڑ جاتا ہے یہ ایسی خطرناک بیماری ہے، اس خطرناک بیماری سے انسان اپنے بڑوں کی شفقتوں سے محرُوم ہو جاتا ہے۔ اگر شاگرد اُستاد سے لڑ جائے گا تو کیا استاد اس پر شفقت کرے گا؟ جو بھی اپنے بڑوں کا ادب کرے گا اپنے بڑوں کی عنایات سے مالا مال ہو جائے گا۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے بڑوں کے معاملہ میں ایک دم پانی ہو جائیں جیسے چاہیں وہ ہم پر ناز دکھائیں ہم اس کو برداشت کریں۔ اختؔر بھی آپ سے دُعا چاہتا ہے۔

ہزاروں واقعات ہیں کہ غصہ کی بیماری کی وجہ سے ہزاروں گھر برباد ہو گئے۔ ابھی کچھ دن پہلے میرا سفر ٹنڈو جام کا ہوا۔ اسّی سال کے ایک بڑے میاں آئے، کہنے لگے کہ میرے داماد نے میری بیٹی کو تین طلاق دیدی اور اس کے آٹھ لڑکے ہیں اور نواں بچہ پیٹ میں ہے۔ سُنئے ذرا۔ ایک تو جوانی میں کوئی غلطی کر دے تو کہہ دیتے ہیں کہ ناسمجھی سے کم عقلی سے ایسا ہو گیا لیکن یہ تو بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئے اور تبلیغ میں بھی جاتے رہتے ہیں۔ اب ان کو بھی دورے پڑ رہے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوٹ گئے۔ غصہ میں تو انسان کو اپنی نالائقی کا پتہ ہی نہیں رہتا۔ اب بعد میں ہوش آیا کہ میں

نے کیا بے وقوفی کی کہ بیوی کو ہمیشہ کے لئے جُدا کر دیا۔ اور بچے بھی تمام عمر کوسیں گے کہ کیسا ظالم باپ تھا کہ جس نے ہماری ماں کو اس عمر میں آکر طلاق دی۔ سارے گھر میں آگ لگ گئی، اب اس شوہر کو خود اتنا غم ہے کہ دورے پڑ رہے ہیں، دل کی بیماری ہوگئی۔ لیکن اب کیا ہوتا ہے۔ اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

دوستو! غصہ بہت خطرناک چیز ہے اس کے علاج میں دیر نہ کرنی چاہئے ورنہ دیکھ لیجئے۔ ایسی عمر میں بُڑھاپے میں نو بچوں کا باپ اور بچے بھی بڑے بڑے ایک بچہ تو اتنا بڑا ہے کہ نوکری کرتا ہے۔ غصہ میں پُورے گھر کو تباہ کر دیا اور غصہ بھی کس بات پر آیا۔ یہ بھی سُن لیجئے آپ کہیں گے کہ کوئی بڑی اہم بات ہوگی۔ بچہ نوکری پر نہیں گیا، طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ باپ نے پُوچھا کہ نوکری پر کیوں نہیں گئے اس نے کہا کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ بس جُوتے سے پٹائی شروع کر دی کہ تُو بہانہ بازی کرتا ہے یہ بدگمانی بھی کی، کسی کو بدگمانی کرنے کا حق نہیں۔ بیٹے کے منہ سے بھی کچھ نکل گیا۔ ماں نے سفارش کر دی کہ کیوں میری اولاد کو پیٹتے ہو؟

ماں کو محبت زیادہ ہوتی ہے جب باپ پٹائی کرتا ہے تو ماں سفارش کرتی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے ابا جان پیٹ میں نہیں رکھتے اور اپنا خون پلاتی ہے دو سال دُودھ پلاتی ہے اور دُودھ خون سے بنتا ہے۔ جو نو مہینے پیٹ میں رکھے اور اپنا خون پلائے اسے ترس نہ آئے گا؟ اس نے کہا کہ مہربانی کر کے میرے بچہ کو معاف کر دو، حالانکہ بچہ تو باپ کا بھی ہوتا ہے لیکن ماں اپنی طرف نسبت زیادہ کرتی ہے کہ تم میرے بیٹے کو قصائی کی طرح کیوں مار رہے ہو۔ بس اس پر اس نے کہا کہ اچھا میں تو اس کو ٹھیک کر

رہا ہوں تُو میرے کام میں دخل دے رہی ہے لہٰذا تجھ کو طلاق۔ طلاق۔ طلاق۔ گویا پستول کی تین گولیاں لگا دیں، دونوں گھر برباد ہوگئے۔ لڑکی والے کا گھر اور لڑکے والے کا گھر دونوں میں آگ لگ گئی۔ اب دونوں کو دل کے دورے پڑ رہے ہیں بس عبرت کا مقام ہے۔ جو اپنے نفس کی اصلاح نہیں کراتا خُود بھی برباد ہوتا ہے اور اپنے متعلقین کو بھی برباد کرتا ہے۔ اصلاح کے بغیر کام نہیں بنتا۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آرام باغ کے پاس مسجد باب الاسلام میں ایک نوجوان دُعا مانگ رہا تھا اور ایسا گڑگڑا کے دُعا مانگ رہا تھا کہ میں اس کا معتقد ہوگیا اور اس کے چہرہ کی زیارت کو میں نے اپنے لئے نعمت سمجھا کہ یہ تو جوانی میں ہی ولی اللہ معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں ایک بڑے میاں جن کو کم نظر آتا تھا مسجد سے جا رہے تھے ان سے اس نوجوان کو ذرا سا دھکا لگ گیا پَیر لڑکھڑا گئے۔ بُڑھاپے میں پیر بھی کانپنے لگتے ہیں تو وہ صاحب جو ابدال لگ رہے تھے، قطب الاولیاء معلوم ہو رہے تھے بولے کہ ابے او نالائق اُلّو سوجھائی نہیں دیتا اندھا کہیں کا۔ بُڈھا ہوگیا اور ابھی تک اتنی تمیز نہیں تجھ کو مجھے دھکا لگا دیا۔ ہاتھ بھی اللہ کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں اور ایک بے چارے بُوڑھے کو گالیاں بھی بک رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بس اتنی عبرت ہُوئی کہ ہائے میں تو اس کو ولی اللہ سمجھ رہا تھا مگر یہ تو شیطان کا بھی دادا نکلا کہ ایک بوڑھے شخص کے ساتھ ایسی بدتمیزی کر رہا ہے۔

اس لئے اصلاح ضروری ہے لوگ کہتے ہیں کہ بس بخاری شریف پڑھنے سے اصلاح ہوجائے گی۔ ارے میاں اگر صرف تلاوتِ قرآن سے اصلاح ہو

جاتی تو نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا اور تزکیہ کی نسبت نبی کی طرف کیوں کی گئی۔ وَ يُزَكِّيهِمْ کہ ہمارے نبی تمہاری اصلاح کریں گے۔ اصلاح کی نسبت نبی کی طرف ہے اور پھر نائبینِ انبیاء کی طرف ہے۔ آدمی آدمی بناتا ہے کتاب خود سمجھ میں نہیں آسکتی کتاب اللہ کے لئے رجال اللہ پیدا کئے جاتے ہیں۔ دیکھئے سُورۃ فاتحہ کی تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ:۔ کتاب اللہ کو سمجھنے کے لئے رجال اللہ کی ضرورت ہے۔ اور کتاب پر عمل کرنے کے لئے ہمت کا پیٹرول بھی انہی مردانِ خدا کے سینوں سے عطا ہوتا ہے۔ اگر نبی وقت زندہ ہے تو نبی کے سینہ سے اور اگر نبی زندہ نہیں ہے، دُنیا سے تشریف لے گیا تو اس کے نائبین کے سینوں سے۔ اور جنہوں نے رجال اللہ کو چھوڑ کر کتاب اللہ کو سمجھنا چاہا وہ خود بھی گمراہ ہُوئے اور دُوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ صراط منعم علیہم کو چھوڑ کر دین نہیں مِل سکتا۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا تھا کہ ہم حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے جو مُرید ہوئے ہیں تو ہم نے ان سے مسئلہ پُوچھنے کے لئے مُریدی نہیں کی مسئلہ تو حاجی صاحب ہم سے پوچھیں گے لیکن ہم نے جو کچھ پڑھا ہے اس پر عمل کرنے کے لئے توفیق اور ہمت کا پیٹرول حاجی صاحب سے ہم لینے گئے تھے دیکھئے اتنے بڑے بڑے عُلماء بھی اہل اللہ سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہُوئے۔ بس سبق لینے کی بات ہے۔

تو میرے دوستو! اصلاح کے لئے کسی مصلح سے تعلق ضروری ہے لیکن اللہ والوں کی دوستی ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا اور ان کی صُحبت میں رہنا ہی کافی نہیں ان کو اپنے حالات بتانا پھر ان کے مشوروں کی اتباع بھی ضروری ہے۔ صُحبت کے حقوق بھی تو ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ان کی مُرغ کی دعوت کر دی یا چائے

پلادی اور اصلی مکھن کھلا دیا اور سمجھے کہ ان کی صحبت کا حق ادا ہو گیا۔

صُحبتِ اہلُ اللہ کے حقوق میں ہے کہ اپنے حالات ان سے بیان کئے جائیں پھر ان کے مشوروں پر عمل کیا جائے۔ اطلاع اور اتباع ہو اخلاص کے ساتھ۔

اب غصہ کا ایک علاج بتاتا ہوں۔ غصہ کے علاج کا ایک پرچہ چھپا ہُوا ہے خانقاہ سے آپ وہ بلا پیسہ مُفت حاصل کریں۔ بلا پیسہ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں پیسہ ہی نہیں لگا۔ پیسہ لگا ہے جس کا لگا ہے جس نے اللہ کے لئے خرچ کیا ہے لیکن آپ کو مُفت مل جائے گا۔ اس میں چھ سات نمبر ہیں وہ آپ بعد تقریر خانقاہ سے حاصل کر لیں۔

مختصر سا علاج عرض کرتا ہوں کہ جب غصہ آجائے تو فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ پڑھیں لیکن ذرا دائیں بائیں بھی دیکھ لیں کیونکہ آج کل عجیب معاملہ ہے کہ اگر کسی شخص پر غصہ چڑھا اور آپ نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ تو بعض آدمی لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتا ہے کہتا ہے کہ اچھا آپ نے مجھے شیطان بنا دیا۔ حالانکہ اعوذ باللہ میں تو اللہ تعالیٰ سے پناہ اور حفاظت طلب کی جا رہی ہے شیطان کے شر سے۔ لیکن جہالت کا کیا علاج۔

اسی طرح لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ کے اندر خاصیت ہے کہ اِس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے دیتے ہیں۔ لَاحَوْلَ کے معنی ہیں نہیں طاقت ہے گناہ سے بچنے کی اور وَلَا قُوَّۃَ کے معنی ہیں نہیں طاقت ہے نیک عمل کرنے کی اِلَّا بِاللّٰہِ مگر اللہ کی مدد سے۔ حدیث پاک میں بشارت ہے کہ اس کو پڑھنے سے توفیق کا خزانہ مل جاتا

ہے۔ اس کو کَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فرمایا گیا کہ یہ جنّت کا خزانہ ہے۔ (بخاری شریف ص۱۰۹۹ ج ۲)

محدّثین نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ کیونکہ اس سے گناہ سے بچنے کی اور نیک عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے لہٰذا جنّت تو پھر مل ہی جائے گی۔ جنت کے دو ہی خزانے ہیں، نیک عمل اور گناہ سے بچنا۔ اور دونوں اس سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے لیکن آپ راستے میں کہیں جا رہے ہوں اور آپ کے اندر کسی گناہ کا تقاضا ہو رہا ہو اور آپ پڑھ دیں " لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ " تو اس کو سُن کر بعض آدمی آپ سے لڑنے لگے گا کہ آپ نے مجھے دیکھ کر لاحول پڑھا، مجھے شیطان بنا دیا۔ اب یہ غلط چیز مشہور ہو گئی کہ لاحول شیطان پر پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے آدمی لڑنے اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے یہ نادانی ہے کیونکہ اس کے معنی اس کو معلوم نہیں فوراً کہتا ہے کہ آپ نے مجھ پر لاحول پڑھ دیا۔ افوہ ! معلوم ہوتا ہے کہ بڑی خطرناک گالی دے دی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ لہٰذا اس کو سُن کر بُرا نہیں ماننا چاہئے یہ اللہ سے مدد لینے کا وظیفہ ہے۔

تو غصہ کے وقت اعوذ باللہ پڑھ لے اور جس پر غصہ آرہا ہے وہاں سے ہٹ جائے یا اس کو ہٹا دے۔ اس سے کہہ دے کہ آپ اس وقت میرے سامنے سے چلے جائیں لیکن بعض وقت اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ ہم اس کو ہٹا سکیں ایسے وقت میں خود ہی وہاں سے بھاگ جائے، مسجد چلا جائے وضو کر لے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دُعا کر لے، پانی غصہ کا علاج ہے وضو کر لو اور پانی بھی پی لو۔ کیونکہ آگ جب لگتی ہے تو پانی ہی سے تو بُجھتی ہے یہ

حدیثوں کے علاج ہیں کہ جس پر غصہ چڑھے وضو کرلے[۱]، اور اگر کھڑا[۲] ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس طرح وہ انتقام لینے سے دُور ہوتا جا رہا ہے کیونکہ مارنے کے لئے کھڑے ہو کر دوڑنا آسان تھا اور اب جب بیٹھ گیا تو انتقام سے ایک درجہ دُور ہو گیا۔ اب بیٹھ کر دوبارہ اُٹھنے سے تھوڑی سی تو کاہلی لگے گی اور اگر لیٹ گیا تو انتقام سے تین درجہ نیچے آگیا۔ کہے گا کہ لیٹ کر بیٹھوں اور بیٹھ کر کھڑا ہوں اور پھر دوڑوں مارنے کے لئے۔ چلو جانے دو۔ (۱؎ مشکوٰۃ صـ۴۳۴) (۲؎ کنز الاعمال صـ۸۲۸ ج ۳)

حدیث کی ترتیب دیکھئے کہ کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ اس میں حکمتیں پوشیدہ ہیں اور وضو کا بھی حکم فرما دیا تاکہ مزاج ٹھنڈا ہو جائے اور اللہ کے عذاب کو سوچے کہ جتنا غصہ مجھے اس پر آرہا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جاویں تو میرا کہاں ٹھکانہ ہے اور جتنی طاقت مجھے اس پر ہے اس سے زیادہ طاقت و قدرت خدا کو مجھ پر ہے، اس وقت خدا کو یاد کرے اگر اس وقت خدا یاد نہیں آتا اور غصہ کی حالت میں خدا کا عذاب، خدا کی پکڑ کسی کو یاد نہیں رہتی اور غصہ والا کہتا بھی یہی ہے کہ صاحب ہمیں تو کچھ یاد نہیں رہتا یہی دلیل ہے کہ اس وقت وہ شیطان کے قبضہ میں چلا گیا چاہے سید صاحب ہوں، مولوی صاحب ہوں، صُوفی صاحب ہوں، واعظ صاحب ہوں یا کوئی صاحب ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ مومن ہو کر ہم نے اس وقت خدا کو بھلا دیا اور بنتے ہیں صُوفی، تسبیحات بھی ہیں گریہ وزاری بھی ہے۔

ارے ان آنسوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں ڈرتا۔ چاہے اس کو کتنا ہی رونا آئے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق میں وہ خدا کو یاد نہیں رکھتا تو کیا اس کے آنسو ہیں۔ حالتِ غضب

میں سوچے کہ ہم کس کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ آسمان سے دیکھ رہا ہے۔ اللہ کی رحمت سے اُمیدوار تو بنے ہوئے ہیں کہ قیامت کے دن خدا ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا نہیں آرہا ہے یہاں ہم بالکل بے ہوش ہو جاتے ہیں کہ کوئی ذرا سا ستا دے تو بغیر انتقام لئے چین نہیں آتا۔

علامہ ابوُالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اِنَّ الْوَلِیَّ لَا یَکُوْنُ مُنْتَقِمًا وَالْمُنْتَقِمُ لَا یَکُوْنُ وَلِیًّا

اللہ کا ولی انتقام لینے والا نہیں ہوتا اور انتقام لینے والا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

جو اللہ کے بندوں پر رحم کرنا نہیں جانتا وہ کس منہ سے اللہ کی رحمت کا امیدوار بنتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک آیت نازل فرما دی کہ اگر تم اپنی مغفرت چاہتے ہو، اگر تم مجھ سے میری رحمت چاہتے ہو تو میرے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دو۔

لیکن اگر کسی سے بار بار غلطی ہو جاتی ہے تو مایوس ہرگز نہ ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ غصہ اُترنے کے بعد فوراً اس کی تلافی کرے۔

حضرت حکیم الامت مجدّد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ نے ایک صاحب کو جو غصہ سے بار بار مغلوب ہو جاتے تھے یہ علاج تحریر فرمایا کہ جب غصہ اُتر جائے تو جس پر غصہ کیا ہے مجمع عام میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے اس کے پاؤں پکڑیئے بلکہ اس کے جُوتے اپنے سَر پر رکھئے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے ہی نفس کو عقل آجائے گی اور پھر یہ غلطی نہیں کرے گا کہے گا کہ غصہ کے بعد تو بہت ذلت اٹھانی پڑتی ہے لہٰذا ایسے غصہ سے میں باز آیا۔

یہ چند علاج ہیں کہ جس پر غصہ آرہا ہے اس سے الگ ہو جائے، دُور چلا جائے، ٹھنڈا پانی پی لے، وضو کر لے، اور اللہ کے غضب اور اس کی پکڑ کو یاد کرے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو مسعُود رضی اللہ عنہ کو یہی سکھایا تھا جیسا کہ ابھی حدیث پاک سنائی گئی۔

اور غصہ کے وقت یہ سوچے کہ اگر میری خطاؤں پر اللہ تعالیٰ گرفت فرمانے لگیں تو میں کیا چاہوں گا؟ یہی کہ میری معافی ہو جائے، اللہ مجھے معاف کر دے۔ بس جب میں اپنے لئے معافی کو پسند کرتا ہوں تو مجھ کو بھی اس شخص کو معاف کر دینا چاہیئے۔ اور یہ شخص میرا اتنا خطاوار نہیں جتنا میں حق تعالیٰ کا مُجرم اور خطاکار ہوں اور حق تعالیٰ کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ ان کے حلم نے مجھے بچا رکھا ہے ورنہ اگر وہ چاہیں تو ابھی زمین کو پھاڑ دیں اور زمین کے اندر مجھے دھنسا دیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ عفو و کرم کا یہ معاملہ ہے اور میں ان کی معافی کا ہر وقت محتاج ہوں تو کیوں نہ اس شخص کو معاف کر دوں۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ کوئی وقت مقرر کر کے روزانہ کچھ دیر اپنے عیوب کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے کہ کائنات میں سب سے زیادہ حقیر اور بُرا میں ہوں۔ اس سے تکبّر کی جڑ کٹ جائے گی اور جب تکبّر ختم ہو جائے گا تو غصہ بھی نہ آئے گا۔ کیونکہ غصہ کا سبب کبر ہی ہے اور غصہ کے وقت یہ سوچے کہ میں تو سب سے بُرا ہوں اس لئے اپنے سے بہتر پر غصہ کرنے کا مجھے کیا حق ہے۔

ایک وظیفہ بھی ہے جس سے غصہ میں کمی آجاتی ہے۔ ۲۱ مرتبہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ ہر نماز کے بعد پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر لے اور کھانا کھانے کے وقت تین تین بار پڑھ کر کھانے پر بھی دم کر لے اور

پانی پر بھی دم کرلے۔ اللہ کی شانِ رحمت کا اس پر ظہور ہوجائے گا کیونکہ مٹی سورج کی شعاعوں سے سفید اور روشن معلوم ہوتی ہے اور جہاں سُورج کی شعاع نہیں ہے وہاں تاریک اور بے نُور ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آفتاب اس پر اپنی کرن ڈال دے گا، رحمت کی کوئی شعاع آجائے گی انشاء اللہ اور غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا۔ یہ وظیفہ بزرگوں کا بتایا ہُوا ہے۔ جیسا مرض ہو اس کے مناسب اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام انتخاب کرلو حق تعالیٰ کی اسی صفت کا ظہور پڑھنے والے پر ہوجائے گا۔ مثلاً بیمار ہے تو یَاسَلَامُ پڑھے، اس پر سلامتی کا ظہور ہوگا۔ مفلس ہے تو یَا مُغْنِیْ پڑھے حق تعالیٰ کی صفت غناء کا ظہور ہوگا۔ اسی طرح اللہ کا نام رحمٰن ورحیم ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے سے شانِ رحمت کا ظہور ہوگا اور اس کا غیظ و غضب کم ہوجائے گا۔ بے جا غصہ نہیں آئے گا۔

اسی لئے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم بتاتے ہیں کہ چلتے پھرتے کثرت سے یَا اَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ پڑھتا رہے لیکن اتنا زیادہ نہ پڑھے کہ دماغ گرم ہوجائے بلکہ اپنی طاقت وتحمل کے مناسب پڑھے بس چلتے پھرتے کبھی کبھی کہہ لیا کرے یَا اَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ۔ یہ نہیں کہ مشین کی طرح زبان چلے جارہی ہے آج کل قویٰ کمزور ہوگئے ہیں زیادتی وظائف سے دماغوں میں خشکی پیدا ہورہی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ پاگل ہوگئے اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی وظیفہ بھی ہو طاقت سے زیادہ نہ پڑھیں بلکہ کسی مصلح سے مشورہ بھی کرلیں۔

اچھا ۲۱ مرتبہ بسم اللہ الخ پڑھنا اگر کسی کو مشکل ہوتا ہے تو چلو سات مرتبہ پڑھ لو، سات مرتبہ بھی مشکل لگے تو تین مرتبہ پڑھ لو، کیونکہ آج کل کراچی میں بڑی

مصروفیت ہے۔ دیہاتوں میں تو یہ وظیفہ زیادہ بھی بتادو تو وہ کہیں گے کہ صاحب یہ تو بہت کم ہے کیونکہ ان کے قویٰ بھی مضبوط ہوتے ہیں اور وقت بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن کراچی والے کہتے ہیں کہ ۲۱ مرتبہ بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک تاجر سے بات ہو رہی تھی، کہنے لگے کہ صاحب مجھے تو کراچی میں مرنے کی فرصت بھی نہیں ہے۔ میں نے کہا جی ہاں آپ کو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے موت کا فرشتہ جب آئے گا تو سیٹھ صاحب سے مشورہ کرے گا کہ حضور آپ کو مرنے کی فرصت ہے یا نہیں ؟ جان نکالوں یا نہ نکالوں، ابھی آپ "بزی" تو نہیں ہیں کہیں گے کہ "بزی" ہوں۔ وہ کہے گا اچھا "بزی" ہو مگر میں "بز" ہی بنا کے رہوں گا۔ بُز کے معنی بکری یعنی ابھی رُوح نکالتا ہوں۔ عزرائیل علیہ السلام شیروں کو بکری بنا دیتے ہیں۔ رُوح ایسے نکالتے ہیں کہ پہلوان بھی دھڑام سے گر پڑتا ہے، کوئی کتنا ہی بڑا پہلوان ہو موت کے سامنے اس کا کیا داؤ چلے گا ؟

اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بھی چلتے پھرتے پڑھتا رہے جس کو غصہ کی بیماری ہو۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ کتنی ہی زبردست مصیبت کسی کو ہو، کتنی ہی پریشانی ہو، قرضہ کی ہو یا بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا ہو، کوئی دشمن ستا رہا ہو یا کوئی بھی مصیبت ہو تو پانچسو مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھے اوّل آخر درُود شریف۔ انشاءاللہ چالیس دن بھی نہیں گذریں گے کہ اس کی مصیبت دُور ہو جائے گی اور حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ کہتا ہے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتے ہیں جو کہتا ہے کہ اے شخص ! ارحم الراحمین اپنی شانِ رحمت سے تیری

طرف متوجہ ہیں بول کیا مانگتا ہے؟ اس وظیفہ سے غصہ بھی ٹھنڈا ہوگا اور دُنیاوی کام بھی بنیں گے، مشکلات دُور ہوں گی۔

اچھا ۵۰۰ بار نہ بن سکے تو ۱۱۱ دفعہ پڑھ لیں ۱۱۱ دفعہ پڑھنا مشکل ہو تو ۷۰ دفعہ پڑھ لیں، ۷۰ دفعہ مشکل ہو تو ۷ دفعہ پڑھ لیں۔ سات دفعہ پڑھنا مشکل ہو تو تین دفعہ پڑھ لیں اور تین دفعہ بھی مشکل ہو تو ایک ہی دفعہ پڑھ لیں بہت بڑا نام ہے ان کا۔ ان کو محبت و اخلاص سے ایک دفعہ پکارنا بھی خالی نہیں جائے گا۔ اب بتاؤ اس سے زیادہ اور کیا آسانی ہوگی بہت ہی ظالم ہوگا وہ شخص جو ایک دفعہ کہنے سے بھی کاہلی کرے۔ کتنا نزول ہے۔

اگر اللہ والوں کی جُوتیاں اختر نے نہ اُٹھائی ہوتیں تو اتنا نزول کرنا مشکل تھا پانچ سو سے کم نہ کرتا۔ لیکن چونکہ اللہ کے فضل سے بزرگوں کی صحبتیں اٹھائیں کان میں ان کی باتیں پڑی ہُوئی ہیں۔

میرے شیخ نے سُنایا تھا کہ حکیم الامت مجدد الملت تھانویؒ نے مجھے (یعنی حضرت شیخ پھولپوریؒ کو) لکھا کہ ستّر مرتبہ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا پڑھ لیا کرو۔ اس وقت حضرت شیخ پھولپوریؒ جون پور میں پڑھاتے تھے۔ تو حضرت نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ میں تو سولہ سبق پڑھاتا ہوں، بالکل ہی تھک جاتا ہوں۔

حضرت حکیم الامتؒ نے تحریر فرمایا کہ اچھا اگر ستّر مرتبہ نہیں پڑھ سکتے تو آپ سات مرتبہ پڑھ لیا کریں اور ایک پر دس کا وعدہ ہے فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا سات کو دس سے ضرب دو، آپ کو ستّر کا ثواب مل جائے گا۔ بزرگوں کے ارشادات کی روشنی ہی میں یہ پیش کیا ہے کہ پانچ سو مرتبہ نہ سہی تو ۱۱۱ بار سہی۔ ایک سو گیارہ کَافِیْ کا ابجد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے ایک کَافِیْ ہے۔ ایک سو گیارہ مرتبہ اگر پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ کے نام

کَافِیْ کا عدد پورا ہوگیا۔ اس کے لئے اللہ انشاء اللہ کافی ہو جائے گا۔ اور یہ نہ ہو تو ستر مرتبہ بھی بعض اوراد کا پڑھنا حدیثوں میں آتا ہے اور سات مرتبہ بھی آتا ہے اور کم سے کم تین دفعہ پڑھنا سنّت ہے اس لئے کم سے کم تین دفعہ تو پڑھ ہی لے سنت کی نیت سے۔

اور بعض نے وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ الخ سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پی لیا اس آیت کی برکت سے ان کا غصّہ ٹھیک ہوگیا۔ اور درُود شریف پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کو سوچا کرے کہ ہمیں بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے رحمت لینا ہے اس لئے اللہ کے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ خود تکلیف اٹھالے اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ دے اور یہ نیک بندوں کی علامات میں سے ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ نیک بندے کون ہیں؟ قرآن پاک کی ایک آیت ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۔ اَبْرَارْ جمع ہے بَرٌّ کی۔ بَرٌّ معنی نیک۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی اذیت نہ دیں اور وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ۔ اور اللہ کی نافرمانی سے ناراض رہیں خوش نہیں ہوتے۔ اگر دُوسرے کو بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہُوئے دیکھ لیں تو دل میں دُکھ پیدا ہوجاتا ہے کہ ہائے یہ میرے اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ نیک بندوں کی دو علامات ہوئیں:

۱: وہ چیونٹیوں کو بھی اذیت نہیں دیتے۔ اور

۲: اللہ کی نافرمانی سے راضی نہیں ہوتے۔

اس لئے اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے خصوصاً غصہ کی حالت میں۔ کیونکہ غصہ میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے اس لئے غصہ میں آدمی دوسرے کو زیادہ اذیت پہنچا دیتا ہے۔

اچھا جس کو طاقت زیادہ ہوتی ہے اسی کو غصہ بھی زیادہ آتا ہے لیکن اگر اس کی طاقت سے زیادہ طاقت والا آجائے تب اس کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحبؒ کے صاحبزادے ڈاکٹر احسن صاحب ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ تو ہنس کر کہنے لگے کہ غصہ بہت چالاک ہے پاگل نہیں ہوتا کیونکہ جس کو غصہ چڑھا ہے اگر اس سے دوگنا طاقت والا آجائے چھرا یا پستول لئے ہوئے تو جن کو غصہ چڑھا ہوا تھا اور جو ابھی کہہ رہے تھے کہ میں غصہ میں پاگل ہو گیا ہوں ان کو ایسی عقل آجائے گی کہ ایسا تیز بھاگیں گے کہ پوچھو مت، تو یہ غصہ پاگل نہیں ہے بڑا چالاک ہے۔ غصہ اپنے سے کمزوروں پر پاگل ہوتا ہے جب اس سے زیادہ طاقت والا کوئی پہلوان آجائے جس کو دیکھتے ہی یہ سمجھ لے کہ یہ ہمیں گرا دے گا وہاں اس کو ایک دم عقل آجائے گی۔ ہاتھ جوڑے گا، پاؤں پکڑے گا اور رونے بھی لگے گا اور کہے گا کہ معاف کر دو، سارا غصہ غائب، ایسا غائب جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

لیکن جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ حالتِ غضب میں بھی اپنے نفس پر غالب رہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کتنے طاقت ور تھے قرآن میں اعلان ہو رہا ہے کہ آپ نے ایک قبطی کو ایک گھونسہ مارا فَقَضٰى عَلَيْهِ ایک ہی گھونسہ میں اس کا کام تمام ہو گیا۔ جس کے گھونسہ میں اتنی طاقت ہو اس سے ان کی قوت کا اندازہ لگالیں۔ اور ایک بار اللہ کے حکم سے پتھر کی

چٹان پر ڈنڈا مارا تو چٹان اُڑ گئی، دُوسری بار مارا تو دوسری تہہ اُڑ گئی، تیسری بار ان کی لاٹھی کی ضرب سے چٹان جب اُڑی ہے تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا تھا جس کے منہ میں ایک ہرا پتّہ تھا، وہ اپنا رزق کھا رہا تھا اور تین چٹانوں کے اندر کہیں کوئی سوراخ بھی نہیں تھا اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو یہ دکھانا تھا کہ ہم رزق ایسے پہنچاتے ہیں۔

رُوح المعانی میں وَمَا مِنْ دَابَّةٍ الخ کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسیؒ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اللہ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے؟ یہ شک وشبہ نہیں تھا، انبیاء کو شک وشبہ نہیں آتا ان کا ایمان کامل ہوتا ہے بس ایک خیال آیا تھا تفصیل جاننے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کیسے رزق دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت حکم دیا کہ اس چٹان پر لاٹھی مارو۔ جب تین چٹانیں اُڑ گئیں تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا ہرا پتّہ کھا رہا ہے اور وہ کیڑا ایک وظیفہ بھی پڑھ رہا ہے۔ ذرا اس کا وظیفہ بھی سُن لیجئے وہ اللہ میاں کو یاد کر رہا تھا تیسرے پتھر کی چٹان کے نیچے چُھپا ہوا کیا کہہ رہا تھا؟ سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے، پاک ہے وہ جو تین چٹانوں کے نیچے چُھپے ہوئے ایک کیڑے کو دیکھ رہا ہے وَيَسْمَعُ كَلَامِيْ اور جو میری بات کو سُنتا ہے وَيَعْرِفُ مَكَانِيْ اور جو میرے رہنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے وَيَذْكُرُنِيْ وَلَا يَنْسَانِيْ اور جو ہمیشہ مجھ کو یاد رکھتا ہے اور کبھی مجھ کو نہیں بھولتا کہ کسی وقت روزی نہ ملے۔ (ص۲ ج ۱۲)

تو جن حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی اتنی طاقت تھی انہیں کے ریوڑ سے نبوت ملنے سے پہلے ایک بکری بھاگ گئی۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت بڑے مفسر ہیں اپنی تفسیر کبیر میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بکری ان

کے ریوڑ سے بھاگ گئی اس کو پکڑنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑے۔ وہ بھاگتے بھاگتے میلوں دوڑ گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام لاٹھی لئے پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں کانٹوں سے آپ کے پاؤں مُبارک لہو لہان ہو گئے اور بکری کا بھی یہی حال ہو گیا۔ تمام کانٹے چُبھ گئے، اس کے پاؤں سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ آخر میں وہ تھک گئی اور کھڑی ہو کر ہانپنے لگی تب آپ نے اس بکری کو پکڑ لیا۔ بتائیے اگر ہم آپ پکڑتے تو کیا کرتے، نہ معلوم اس کی کتنی پٹائی کرتے بلکہ چھُری سے ذبح ہی کر ڈالتے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا ؟ اپنے کانٹوں سے پہلے اس کے کانٹے نکالے اور اس کے پیر دبانے لگے۔ اس کے بعد اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا۔ اور جہاں سے وہ بکری بھاگی تھی اس جگہ تک پہنچا دیا۔ اس وقت آپ کو غصہ نہیں آیا بلکہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اے بکری اگر تجھ کو موسیٰ پر رحم نہیں آیا تو اپنے اُوپر تو رحم کرتی، تُو نے اپنے کو اتنی مصیبت میں کیوں ڈالا ؟

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ فرشتوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے گذارش کی یا اللہ یہ شخص نبوت کے قابل معلوم ہوتا ہے اتنا صبر، اتنی برداشت، اتنا حلم۔ اے اللہ اپنی رحمت سے آپ اس کو نبی بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو نبوّت کے لئے منتخب کیا ہُوا ہے یہ ہمارے علم میں نبی ہیں، جن کے درجے بلند ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قوتِ برداشت عطا کرتا ہے۔ یہ کیا کہ ذرا سا غصہ آیا اور پاگل ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ

نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری ص۹۰۳ ج ۲)
پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

ایک دیہاتی صحابی جو ابھی نیا نیا اسلام لائے تھے ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ مسجد کے آداب کیا ہیں وہ آئے اور مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ دوڑے کہ ہیں ہیں کیا کر رہے ہو اور اس کو ڈانٹنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُزْرِمُوْهُ اس کا پیشاب منقطع نہ کرو یعنی اس کو پیشاب کرنے سے منع مت کرو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب اطمینان سے وہ فارغ ہو گیا تو آپ نے اس کو اپنے پاس بُلایا اور نرمی سے سمجھایا کہ مساجد اللہ کے ذکر اور نماز اور تلاوتِ قرآن کے لئے ہوتی ہیں۔ مساجد میں پیشاب کرنا اور گندگی پھیلانا بُری بات ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک بالٹی پانی لاؤ اور پیشاب پر بہا دیا۔ (صحیح مُسلم ص۱۳۸ ج ۱ کتاب الطہارۃ)

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ خطباتِ مدراس میں لکھتے ہیں کہ ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے پیغمبر جیسی برداشت، صبر اور عقلِ کامل کہیں نہیں پائی۔ کیونکہ ایسے وقت میں جب کسی کی مقدس جگہ کوئی پیشاب کرنے لگے تو انسان کی عقل ٹھیک نہیں رہتی لیکن مسلمانوں کے پیغمبر محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال عقل سے میں کافر ہو کر حیران ہوں کہ آپ نے کس طرح اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے اپنی حسنِ تدبیر سے پوری مسجد کو ناپاک ہونے سے بچا لیا۔ اس وقت عقل کا تقاضا بھی یہی تھا کیونکہ اگر اس حالت میں اس کو دوڑا لیا جاتا تو ساری مسجد ناپاک ہو جاتی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل سے کام لیا جس سے تھوڑی سی جگہ ہی ناپاک ہوئی جو آسانی سے

پاک ہوگئی۔

اس سے منشاء یہ بتلانا ہے کہ تحمل بہت بڑی چیز ہے۔ اُونٹ چرانے والی قوم کو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے صدقہ میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دُر فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خُود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہیں۔ ساڑھے دس سال خلافت کی جن کے نام سے عیسائی ملکوں کے بادشاہ کانپتے تھے، قیصر و کسریٰ کے جھنڈے سرنگوں ہو جاتے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے کہ اے عمر! تُو اُونٹ چرایا کرتا تھا، یہ سیّد الانبیاء محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جُوتیوں کا صدقہ ہے کہ آج اے عمر تو سلطنت کر رہا ہے، امیر المؤمنین اور مسلمانوں کا خلیفہ بنا ہُوا ہے۔

ایک دن ان سے کسی نے پُوچھا کہ آپ کے غصہ کا کیا حال ہے ؟ آپ تو بہت ہی غصہ والے آدمی تھے۔ فرمایا کہ پہلے ہمارا غصہ اسلام کے خلاف تھا اب کافروں کے خلاف ہے۔ اب تو میں ادنیٰ مسلمان کا بھی اکرام کرتا ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کالے تھے افریقہ کے غلام تھے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے "یا سیّدی بلال" اے میرے سردار بلال! بھلا بتلائیے سرداران قریش میں سے معزز خاندان کا فرد، نبی کا پیارا وزیر ایک حبشی غلام کو سیّدی کہہ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر تھے، ایک

حضرت ابو بکر صدیق اور دُوسرے حضرت عمر فاروق۔ یہ دو ایسے وزیر تھے جن سے بارہ بارہ بجے رات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشورے لیتے تھے کوئی اور صحابی وہاں نہیں ہوتا تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے ایک دن نکل گیا کہ اے بلال تم کالے ہو فوراً خیال آیا کہ میرے منہ سے یہ کیا نکل گیا۔ ایک بات بتادوں کہ جو اللہ کے مقبول ہوتے ہیں۔ اللہ کے پیارے ہوتے ہیں، ان کی خطاؤں پر اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہہ فرمادیتے ہیں۔ ان کو اپنی خطاؤں کا احساس ہو جاتا ہے یہ احساس ہونا علامت ہے کہ یہ شخص اللہ کے یہاں مقبوُل ہے۔ لہٰذا فوراً احساس ہُوا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر لیٹ گئے اور فرمایا کہ اے بلال! عُمر زمین پر لیٹ گیا ہے تم اپنے پاؤں سے عمر کے جسم پر چلو تاکہ قیامت کے دن عمر کی خطا معاف ہو جائے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چلے۔ فرمایا کہ آپ اللہ کے نبی کے پیارے اور خُسر ہیں آپؓ کی بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اُمّت کی ماں ہے بھلا ایسے معزز کے جسم پر میں پاؤں رکھ سکتا ہوں؟ بس میں نے اللہ کے لئے معاف کر دیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اپنا کام بنا گئے۔

خلافت کے زمانے میں ایک دن خیال آیا کہ اے عمر تُو مسلمانوں کا خلیفہ ہے یہ محض وسوسہ تھا تکبّر نہیں تھا صرف خیال آگیا تھا۔ فوراً ایک مشک اُٹھائی پانی بھر کر کندھے پر لادا اور ایک غریب مسلمان کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ دروازہ کھول دو پردہ کرا لو عُمر پانی بھرنے آیا ہے۔ یہ کون ہیں؟ خلیفۂ راشد ہیں۔ امیرالمؤمنین ہیں سلطنت ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے یہ کام کیوں کیا نفس کو مٹانے کے لئے۔ بزرگوں نے اپنے نفس کو اس طرح سے مٹایا ہے۔

غصہ کے بارے میں یہ واقعات اس لئے سُنا رہا ہوں تاکہ معلوم ہو

جائے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی نشانی یہی ہے کہ اگر خطا ہو جاتی ہے تو فوراً معافی مانگتے ہیں استغفار و توبہ میں دیر نہیں کرتے کیونکہ جب کافروں کو بھی استغفار مفید ہے تو مسلمانوں کو کیوں نہ ہوگا۔ کافر لوگ طواف کی حالت میں کہتے تھے غُفْرَانَكَ اے خدا ہم کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت کافروں کے لئے نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

اے نبی جب تک آپ ان کافروں میں زندہ ہیں اس وقت تک میں ان پر عذاب نازل نہیں کروں گا۔ اور دُوسری آیت ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے کافروں کو جو بشارت دی ہے وہ دُنیا کے لئے ہے کہ اگر کافر بھی استغفار کرتا رہے تو دنیا میں اس پر عذاب نہیں ہوگا لیکن آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکے گا بوجہ ایمان نہ لانے کے۔

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اِذَا كَانَ الْاِسْتِغْفَارُ يَنْفَعُ الْكُفَّارَ فَكَيْفَ لَا يُفِيْدُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاَبْرَارَ یعنی جب استغفار کافروں کو بھی نفع دے رہا ہے اور ان کو دنیا کے عذاب سے بچا رہا ہے تو مسلمان کو کیوں نفع نہ دے گا۔ (مرقاۃ ص۱۲۳ ج ۵)

ملا علی قاریؒ نے اس آیت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ جلد نمبر ۵ کتاب الاستغفار میں نقل فرمایا۔ حضرت علیؓ

فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو، اے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اورتابعین سُن لو اور قیامت تک کے لئے سُن لو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سے بچانے کے لئے دو امان نازل فرمائے تھے۔ فَرُفِعَ اَحَدُ هُمَا تو عذاب سے نجات کا ایک ذریعہ تو ہم سے اُٹھ گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے اٹھا لئے گئے وَبَقِیَ ثَانِیھُمَا اور دوسرا باقی ہے یعنی استغفار۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہو، گریہ وزاری کرتے رہو تو انشاأاللہ تعالیٰ عذاب سے بچ جاؤگے جس سے بھی کوئی خطا ہو جائے دو رکعات توبہ پڑھ کر اللہ سے رو لو استغفار کر لو۔ جہاں جہاں آنسو لگ جائیں گے دوزخ کی آگ وہاں حرام ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کریم ہیں جب ایک جُز کو جنت میں داخل کریں گے تو پُورا جسم ہی جنت میں داخل کر دیں گے۔ ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ چہرہ تو جنت میں داخل کر دیں اور باقی جسم دوزخ میں ڈال دیں بس اگر گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ سے معافی مانگیں اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے تو بندوں سے معاف کرائیں یہ نہیں کہ کسی کا مال مار لیا اور زبان سے کہہ رہے ہیں توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ، اس وقت محض زبانی توبہ سے معافی نہیں ہوگی جب تک کہ اس کا مال واپس نہیں کریں گے۔ جب اس کا مال اس کو دے دیں گے تب معافی ہوگی۔ اسی طرح غصہ میں کسی پر زبان یا ہاتھ سے زیادتی ہوگئی تو ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگیں، جس طرح ہو اس کو راضی کر لیں ورنہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا اور ہر وقت ہوشیار رہیں کہ کہیں غصہ مجھ پر نہ چڑھ جائے اور غصہ کو استعمال کرنا ہے تو اپنے نفس پر کیجئے۔ جب دل کسی عورت کو دیکھنے کو چاہے اس وقت اس غصہ کو اپنی آنکھوں پر استعمال کیجئے، نفس سے کہئے کہ ہرگز نہیں دیکھوں گا چاہے تو مَر

جائے اللہ کی محبت میں اتنا ارادہ تو کر لو کہ نہ دیکھنے سے چاہے میری جان چلی جائے نہیں دیکھوں گا۔ گناہ نہیں کروں گا چاہے جان رہے یا نہ رہے اس غصہ کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں اپنے نفس پر استعمال کیجئے اور کبھی جہاد کا موقع ہو تو کافروں کے مقابلہ میں استعمال کیجئے، بزرگانِ دین سے مشورہ کر لیجئے کہ غصہ کہاں استعمال کرنا چاہیئے۔

اور آخر میں بس یہی عرض کرتا ہوں کہ نفس کی اصلاح کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے اصلاح کا تعلق قائم کر لیجئے اس کو اپنے حالات کی اطلاع اور اس کے مشوروں کی اتباع شروع کر دیجئے پھر دیکھئے کتنی جلدی اصلاح ہوتی ہے پھر آپ بزبانِ حال کہیں گے ؎

تُو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

بس اب دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے اللہ جو کچھ عرض کیا گیا اس کو اپنی رحمت سے قبول فرما لیجئے۔ میری زبان کو جس نے آپ کی دی ہوئی توفیق سے آپ کی باتیں سُنائی ہیں اور میرے دوستوں کے کان کو جنہوں نے محبّت سے آپ کی باتوں کو سُنا ہے اور میری ماں بہنوں بیٹیوں کو جو گھر کے اندر وعظ کو سنتی ہیں سب کو اپنا پیارا بنا لیجئے اپنا محبوب بنا لیجئے اور قبول فرما لیجئے اور آپ کریم ہیں جب زبان اور کان قبول کر لیں گے تو سارا ہی جسم قبول فرما لیں گے اور ہمارے دلوں کو بھی قبول فرمائیے اور ہماری رُوحوں کو بھی قبول فرمائیے ہم سب کو یا اللہ اولیاء صدّیقین میں شامل

فرمائیے۔ ہم سب کو ولی اللہ بنا دیجئے، ہمارے اخلاق کی اصلاح فرما دیجئے ہم سب کو تزکیہ نصیب فرما دیجئے۔ اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، اللہ ہر قسم کی بلا اور پریشانی سے اور ہر قسم کی بُری بُری بیماریوں سے ہر قسم کے فکر اور غم کی باتوں سے اور دُکھ سے اللہ ہم سب کو امن اور عافیت نصیب فرمائیے اور ہر وقت اپنی رضا کی حیات نصیب فرمائیے اور اپنی رحمت سے ہر غم اور پریشانی سے بچائیے، یا اللہ اطمینان کی زندگی حیاتِ طیبہ ہم سب کو نصیب فرمائیے۔ جو لوگ حج کے لئے جانا چاہتے ہیں یا اللہ جس کے لئے آپ نے اس طرح سے اعلان فرمایا کہ اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ اللہ کے گھر کی زیارت کریں اور جو استغناء کرے گا اور انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بے نیاز اور مستغنی ہے دُعا کیجئے کہ جن لوگوں نے حج کی درخواستیں دی ہیں اللہ تعالیٰ سب کو آسانی سے حج نصیب فرمائے حجِ مقبول نصیب فرمائے مشکلات رفع ہو جائیں جنہوں نے حکومت سے اجازت مانگی ہے ان کو اجازت مل جائے آرام اور عافیت کے ساتھ حجِ مبرور نصیب فرمائے اور جنہوں نے سُستی یا مشغولی سے حج فرض ادا نہیں کیا ہے اور جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ اتنی سخت وعید فرمائی کہ جو سُستی کی وجہ سے حج نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے اتنی سخت وعید ہے، اے اللہ جن پر حج فرض ہے ان کو اپنی رحمت سے جلد حج کرنے کی توفیق عطا فرمائیے اور آسانی فرمائیے اور قبول فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

غضب سے متعلق دو احادیث مُبارکہ

معالجۂ غضب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غصہ شیطان سے ہے (یعنی اس کے وسوسہ اور اثر سے ہے) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی ہی بُجھا سکتا ہے پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آجاوے تو وضو کر لے۔

(مرقاۃ ج ۹ ص ۳۱۲ بحوالہ ابُو داؤد شریف)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آجاوے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے۔ اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر غصہ پھر بھی دُور نہ ہو تو وضو کر لے اور پھر بھی نہ دُور ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ پس یہ صبر کی دوا ہے جو شیطان پر بہت ناگوار ہے۔ (بحوالہ بالا)

اہلِ غضب کی چار قسمیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو جلد غصہ ہوتا ہے اور جلد رجوع کرتا ہے یہ شخص نہ مدح کا مستحق ہے نہ ذم کا۔ اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے زائل ہوتا ہے یہ شخص بھی مدح و ذم کا مستحق نہیں اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلد زائل ہو جاتا ہے تو ایسے لوگ تم میں سب سے بہتر ہیں اور تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلد آتا ہے لیکن دیر سے زائل ہوتا ہے۔

(مرقاۃ۔ ج ۹۔ ص ۳۳۸)

غصّہ کا علاج

از افادات حکیم الامت مجدّد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جس وقت غصہ آئے اس وقت یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اس طرح غصہ کرنے لگے تو آخر میں بھی چاہوں گا کہ معافی ہو جاوے۔ تو مجھ کو چاہیئے کہ اس شخص کو بھی معافی دے دوں اور یہ سوچو کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہو گا نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوں۔ پھر جب میں معافی کا آرزو مند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کر دوں۔ دُوسرا کام یہ کرے کہ فوراً وہاں سے جُدا ہو جاوے یعنی اس جگہ نہ رہے جب تک کہ غصہ بالکل فرو (زائل) نہ ہو جاوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

تیسرا کام یہ کرے کہ کوئی وقت مُعیّن کر کے اپنے عیوب کا دھیان کیا کرے اور سوچا کرے کہ میں سب سے بدتر ہوں۔ اس سے کبر کی جَڑ کٹ جائے گی۔ اور غصہ کا منشاء (سبب) کبر ہی ہے۔ (کبر کے معنی ہیں اپنے کو بڑا سمجھنا اور دُوسرے کو حقیر سمجھنا۔)

اور غصہ کے وقت یہ خیال کر لیا کرے کہ تُو تو سب سے بدتر ہے۔ پس اپنے سے بہتر پر غصہ نہ آنا چاہیئے۔ (تربیت السالک ج ۱ ص ۲۴۹)

ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کرنے کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے یا خود علیحدہ ہو جاوے۔ اور اگر پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اس کا یہی تدارک جو آپ کا معمول ہے کافی ہے۔ (یعنی معافی مانگنا) اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا ہو کیونکہ انسان اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کہ

اپنی طرف سے دل سے (صاحب حق کو) راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اس سے آگے اختیار نہیں تو اس کا مکلف بھی نہیں۔ (تربیت السالک ج۱۔ ص۲۴۸)

فرمایا کہ اگر اس کا التزام کریں کہ جب کسی پر غصہ آجاوے تو اس کو کچھ ہدیہ دیا کریں چاہے قلیل ہی مقدار ہو تو زیادہ نفع ہو۔

فرمایا کہ غصہ کا ایک مجرب علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیا جاوے یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جاوے اور فوراً کسی شغل میں لگ جاوے۔ (کمالات اشرفیہ ص۲۳ و ص۲۴)

ایک صاحب نے غصہ کے علاج کا مجرب نسخہ دریافت کیا۔ جواب میں تحریر فرمایا کہ جس پر غصہ کیا جاوے تو غصہ زائل ہو جانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے پاؤں پکڑیئے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔ (تربیت السالک ج۱۔ ص۳۴۲)

غصہ کے متعلق ایک صاحب کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:
سرعتِ غضب (جلدی غصہ آجانا) امرِ طبعی ہے، اختیار سے خارج ہے، نہ اس پر ملامت ہے (یعنی اس میں کوئی مضایقہ نہیں) البتہ اس کے مقتضاء پر عمل جبکہ حدود سے تجاوز ہو جاوے مذموم ہے (یعنی غصہ کے تقاضے پر عمل اس وقت برا ہے جبکہ حد سے تجاوز ہو جاوے۔) اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں۔ اس ہمت میں مغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ آیا ہے) سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بہت معین ہے اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہیئے مدت کے بعد ملکہ (حاصل) ہو گا۔ ہمت نہ ہارئیے۔

(تربیت السالک ج۱۔ ص۲۴۶)

نسخہ اکسیر غضب

از حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

حسبِ ذیل اُمور کو دن میں متعدد بار اتنا پڑھے کہ غصہ کے وقت یاد رہیں۔

۱: پُوری اعوذ باللہ پڑھنا۔

۲: وضو کر لینا۔

۳: کھڑے ہوں تو بیٹھ جانا، بیٹھے ہوں تو لیٹ جانا۔

۴: جس پر غصہ آرہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جانا یا اس کو ہٹا دینا۔

۵: کسی صالح (نیک بندہ) کی صحبت میں بیٹھ جانا۔

۶: ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا نیز درُود شریف پڑھنا۔

۷: حتی الوسع بات نہ کرنا۔ اور نہ کوئی معاملہ کرنا اس کے ساتھ جس پر غصہ آرہا ہو۔

۸: یہ سوچنا کہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

۹: یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ کا خطاوار ہوں اگر میری خطاؤں پر مواخذہ فرمایا جاوے تو نجات پانا مشکل ہے۔ نیز دُوسروں کی خطاؤں کو در گذر کرنے پر اُمید ہے کہ میری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ لہٰذا جس پر غصہ آرہا ہے اس سے در گذر کرنا ہی بہتر ہے۔

۱۰: اگر ہدایتِ مجوزہ کے خلاف عمل ہو جاوے تو ۵۰ پیسے تا دس روپے تک خیرات کرے اور چار رکعت نفل نماز پڑھے۔

نہیں کچھ فائدہ اس گلستاں سے

ہٹایا جس نے سر اس آستاں سے
وہ ٹکرایا بلائے ناگہاں سے
گناہوں سے اگر توبہ نہیں کی
تو وہ محروم ہے دونوں جہاں سے
نہیں کرتا ہے جو رب کی اطاعت
وہ جیتا ہے حیاتِ رائیگاں سے
اگر ناراض ہے وہ خالق کُل
تو کیا حاصل اسے کون و مکاں سے
جہاں ہو گل کے بدلے خارِ صحرا
نہیں کچھ فائدہ اس گلستاں سے
نہ بلبل ہو نہ گل ہو جس چمن میں
تو باز آیا میں ایسے بوستاں سے
خدا سے گر نہیں ہے ربط اختر
عبث ہے ربط ماہ و اختراں سے

تصانیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

۱ ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت۔
۲ ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتیں۔
۳ ــــ معارفِ مثنوی۔
۴ ــــ معارفِ شمس تبریز۔
۵ ــــ کشکول معرفت۔
۶ ــــ رُوح کی بیماریاں اور ان کا علاج (کامل)۔
۷ ــــ معرفتِ الٰہیہ۔
۸ ــــ معیتِ الٰہیہ۔
۹ ــــ مجالسِ ابرار (کامل)۔
۱۰ ــــ صدائے غیب۔
۱۱ ــــ مودودی صاحب۔ اکابر اُمت کی نظر میں۔
۱۲ ــــ ملفوظاتِ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۳ ــــ صحبتِ اہل اللہ اور اس کے فوائد۔
۱۴ ــــ دستور تزکیہ نفس۔
۱۵ ــــ تسہیل قواعد النحو۔
۱۶ ــــ ایک منٹ کا مدرسہ۔
۱۷ ــــ قرآن وحدیث کے انمول خزانے۔
۱۸ ــــ مواعظِ حسنہ

ملنے کا پتہ

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲، کراچی ۴۷۔ فون: ۴۶۸۱۱۲